عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۳۳

امّتِ محمدیہ
کے چند اہم اوصاف

جانشینِ رسولؐ
سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کی
امتیازی خصوصیات

گستاخ رسولؐ
کی سزا قتل ہے

پاکستان میں شرعی
قوانین کا نفاذ نہیں ہوگا
وزیر اعظم کا انٹرویو

مرزا قادیانی مثیل
مسیح نہیں!

میں نے اِسلام کیوں قبول کیا؟

توہین نبیؐ بدترین جرم ہے اس کی سزا قتل ہے

مولانا منظور احمد الحسینی

علامہ سیوطی فرماتے ہیں مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر اپنی جان قربان کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم

علماء کرام نے فرمایا

کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف (برائی کا) قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں قربان کر دے جس طرح کہ حضرت طلحہؓ نے احد میں اپنی جان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں

جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے آپ کو گالی دی یا بُرا بھلا کہا اس کو قتل کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گالی دی اس پر میں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا میں اس شخص کی گردن مار دوں؟ آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں ہے (بیہقی حاکم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی شخص کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ مگر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے گا۔ (ابن بیہقی)

گلا گھونٹ دیا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی اُم ولد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے زمانے میں تھی۔ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی تھی۔ اور آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ اس صحابیؓ نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ آپؐ کو جب خبر پہنچی تو آپؐ نے اس کا خون باطل کر دیا ۔ آپؐ سے محبت رکھنا واجب ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین اس کی والدین اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اسکے نزدیک محبوب نہ ہوں۔ ابن الملقن کی کتاب الخصائص میں یہ ہے کہ آپؐ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم)

ہفت روزہ
ختم نبوت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۲۹ جمادی الاخریٰ تا ۵ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲۹ جنوری تا یکم فروری ۱۹۹۰ء شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 33

زیر سرپرستی
مبلغ اسلام حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی — مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

۱	توہین نبی کی سزا قتل ہے	۲
۲	وزیر اعظم کا انٹرویو	۵
۳	امت محمدیہ کی خصوصیات	۶
۴	سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ	۷
۵	تکبر	۹
۶	میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	۱۴
۷	امریکہ میں شیطانی فتنہ	۱۴
۸	دارثو اپنے محسن کا حق ادا کرو	۱۶
۹	بابری مسجد	۲۰

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۔ ۷۴۲۰۰
فون نمبر: ۷۱۱۹۷۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۳۵ ڈالر

چیک ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
● حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مدظلہ — مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
● مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب — پاکستان
● حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
● مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود انور یوسف صاحب — برما
● شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب — متحدہ عرب امارات
● حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
● حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
● حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب — کینیڈا
● حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

بیرون ملک نمائندے
○ قطر — قاری محمد اسماعیل رشیدی
○ دوبئی — قاری محمد اسماعیل
○ ابوظہبی — قاری وصیف الرحمن
○ برما — محمود یوسف
○ بارباڈوس — اسماعیل قاضی
○ سوئٹزرلینڈ — لے ایکو انصاری
○ برطانیہ — محمد اقبال
○ اسپین — راجہ حبیب الرحمن
○ ڈنمارک — محمد ادریس
○ ناروے — میاں اشرف جاوید
○ افریقہ — محمد میر افریقی
○ ماریشش — محمد اخلاص احمد
○ ٹرینیڈاڈ — اسماعیل نافڈا
○ ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ
○ بنگلہ دیش — محی الدین خان
○ مغربی جرمنی — مشتاق الرحمن
○ سنگاپور — سید میر حسن بخاری

نارتھ امریکہ
○ وینکوور — جمال عبدالستار
○ ایڈمنٹن — عامر رشید
○ وینی پیگ — میاں احمد
○ ٹورنٹو — حافظ سعید احمد
○ مونٹریال — آفتاب احمد
○ واشنگٹن — کرامت اللہ
○ شکاگو — محمد عبدالغنی
○ لاس اینجلس — مزمل سید
○ میکسیکو — چوہدری محمد شریف گوندل

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرتِ یزداں ، صورتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
حسنِ مکمل ، عشق مجسم صلّی اللہ علیہ وسلم

شمعِ فروزاں محفل کُل ہیں ، مہرِ منورِ بزمِ رُسل ہیں
جسم مؤخر ، روح مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ مدینہ ، مالکِ بطحیٰ ، نازشِ دنیا ، زینتِ عقبیٰ!
کون و مکاں کے صدرِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ مقدس ارفع و اعلیٰ ، نامِ مبارک اطہر و بالا
ذاتِ گرامی ، افخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

جُنبشِ لب فرمان کرم ہے لوحِ جبیں عنوانِ کرم ہے
عقدہ کشائے مشکلِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ساقی کوثر چشمۂ فیضاں ، ابرِ نوازش لطف بداماں
رحمتِ حق کی بارشِ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

ہے تجھے حاصل جن کی غلامی حشر میں ہونگے جب وہی حامی
انورِ غمگیں پھر تجھے کیا غم صلی اللہ علیہ وسلم،

علامہ انور صابری دیوبندی

وزیر اعظم کا انٹرویو

پاکستان میں شرعی قوانین کا نفاذ نہیں ہوگا

نعرہ ہائے پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ یہ نعرہ روزانہ سنتا اور پڑھتے ہیں۔ اور اسی مقصد و مطلب کی خاطر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ لیکن کیا انتہا ہے کہ اب اسی اسلامی ملک میں اسی لا الٰہ الا اللہ کے نام پر حاصل کی گئی سرزمین کی وزیر اعظم صاحبہ ببانگ دہل یہ اعلان فرما رہی ہیں کہ "شریعت پاکستان میں کبھی نافذ نہیں کی جائے گی"۔ محترمہ نے کان یوں نہیں یوں پکڑا کے مصداق "جنرل ضیاء الحق کی" کا پیوند لگا دیا تاکہ اہل پاکستان ان کی اصل چال سے مغالطہ میں آ جائیں۔ یونانی جریدے میں انٹرویو دیتے ہوئے محترمہ اس عنوان کو یوں بھی کہہ سکتی تھیں کہ "جنرل ضیاء کے نافذ کردہ احکامات" لیکن انہیں تو شریعت مطہرہ کے قانون سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ اس لئے "جنرل ضیاء الحق کی شریعت" کہہ کر بیک جنبش زبان اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال دی۔ اسلامی قوانین حدود آرڈیننس نہ تو ضیاء الحق کی اختراع ہے۔ اور نہ انہیں حق ہے کہ اسلام میں اضافہ و ترمیم کر سکے۔ انہوں نے اگر اپنے دور میں شریعت مطہرہ کی متعین کردہ حدود و قوانین کے نفاذ کو عملی جامہ پہنانے کی طرف ایک قدم اٹھایا تو محترمہ کو کیوں بخار آنے لگ گیا ہے۔ اور ایک غیر ملکی جریدے کو اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ و غیر اسلامی انٹرویو دے کر اسلام کے ساتھ دن دھاڑے کیوں مذاق کیا گیا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کی بالادستی چاہنے والوں کو مذہبی انتہا پسند یعنی جنونی مذہبی کہنا۔ کس قدر افسوسناک اور شرمناک ہے۔ اگر ایک اسلامی مملکت میں اسلام کی ہی بالادستی نہ ہو، شرعی قوانین ہی کا نفاذ نہ ہو۔ تو پھر خدارا غور کیجئے۔ ہم میں اور ایک غیر اسلامی مملکت میں کیا فرق رہ جائے گا؟ طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ محترمہ صاحبہ کے نزدیک قرآن و سنت کی بالادستی چاہنے والے اور شرعی قوانین کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کرنے والے تو دین کی بے حرمتی کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے یونانی جریدے کو ایک غیر اسلامی بیان دے کر دین کی عظمت و وقار کو اور زیادہ بڑھایا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

محترمہ صاحبہ کا یہ کہنا کہ ان انتہا پسندوں (یعنی علماء و فقہاء) کو ہی اسلام کے نام پر گفتگو کرنے کا حق کیوں حاصل ہے۔ ہاں جی۔ آپ بھی کیجئے۔ آپ بھی قرآن و سنت اور اسلام پر گفتگو کیجئے۔ کس نے آپ کو منع کیا ہے۔ لیکن یہ بتلایئے کہ جو بیان دیا گیا ہے۔ وہ اسلام اور اسلامی احکامات سے کس قدر میل کھاتا ہے؟ کیا یہ وہی اعتراض اور پروپیگنڈہ نہیں جو اعدائے اسلام ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں کہ اسلامی قوانین بڑے وحشیانہ ہیں۔ آپ بھی تو ماشاء اللہ انہیں کی بولی بولنے لگیں۔ لیکن ہمیں افسوس اس پر نہیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ کا اپنا منصب اس قسم کے بیانات دینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ آپ ایک اسلامی مملکت کے بارے میں گفتگو کر رہی ہیں۔ کاش کہ آپ ایک غیر ملکی جریدے کو اسلام کے قوانین کے ساتھ تمسخر کرنے کا یہ موقع نہ دیتیں۔ اور شریعت مطہرہ کے بارے میں اس انداز میں لب کشائی نہ فرماتیں۔

حاصل مطالعہ

اُمّت محمّدیہ کی چند خصوصیات

از: مولانا منظور احمد الحسینی

(۱) امت محمدیہ خیرالامم بھی ہے اور آخرالامم بھی

(۲) امت محمدیہ کے دونوں نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے رکھے ہیں۔ خدا کا نام السلام ہے۔ اس سے امت کا نام مسلم (مسلمان) رکھا اور خدا کا ایک نام المؤمن ہے۔ اور اس سے امت کا نام مومن رکھا۔

(۳) یہ امت پیدائش میں سب سے آخری ہے۔ مگر جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں۔ اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی۔ جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہوجائے۔

(۴) امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۵) شرمندہ ہونا ان کے لئے توبہ ہے۔

(۶) اگر امت محمدیہ کے افراد اپنے اور اپنے بال بچوں پر جو پیسے خرچ کریں گے۔ تو اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا۔

(۷) لیلۃ القدر اس اُمت کی خصوصیت ہے۔

(۸) اسی طرح عید الضحیٰ بھی اس امت کی خصوصیت ہے۔

(۹) وضو کرنا اس امت کے خصائص میں سے ہے

(۱۰) عشاء کی نماز خصوصیت ہے۔

(۱۱) جمعہ کا دن اس امت کو دیا گیا ہے۔

(۱۲) اذان، (۱۳) رکوع کرنا، (۱۴) السلام علیکم کہنا، (۱۵) نمازوں میں صفیں باندھنا، (۱۶) مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا، (۱۷) تکبیر (اللہ اکبر کہنا)، (۱۸) آیت الکرسی (۱۹) سورۃ فاتحہ، (۲۰) سورۃ البقرہ کی آخری آیات اس امت کو عنایت فرمائی گئیں ہیں۔

(۲۱) رمضان میں امت محمدیہ کو پانچ چیزیں ایسی دی گئیں ہیں جو پہلی کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۲۲) افطار کے وقت تک فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

(۲۳) سرکش شیاطین مقید کئے جاتے ہیں۔

(۲۴) رمضان میں ہر روز جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے

(۲۵) ماہ رمضان کی آخری رات میں مغفرت ہے

(۲۶) روزے میں سحری اس امت کی خصوصیت ہے مسلمانوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق صرف سحری ہے۔ وہ نہیں کھاتے مسلمان کھاتے ہیں۔

(۲۷) نماز میں کلام حرام اور روزے میں اس کی اجازت امت مسلمہ کی خصوصیت ہے۔

(۲۸) اس امت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے بوجھ کو دور کیا گیا۔ جو ان سے پہلی امتوں پر تھا۔ امت مسلمہ پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی۔

(۲۹) بھول چوک خطاؤ نسیان مواخذا اٹھالیا گیا۔

(۳۰) بُرے عمل کے ارادے کا گناہ نہ لکھا جائیگا بلکہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک نیکی لکھی جائے گی۔

(۳۱) نیکی کا محض ارادہ کرنے سے ایک نیکی لکھی جائے گی۔

(۳۲) توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت میں اٹھادیا گیا۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں توبہ ایک دوسرے کے قتل سے ہوتی تھی۔

(۳۳) جس جگہ نجاست لگے کپڑا ہو یا جسم اس کے کاٹنے کا حکم اٹھالیا گیا

(۳۴) زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھا دیا گیا

(۳۵) امت مسلمہ کے لئے قصاص اور دیت کے درمیان اختیار مشروع کیا گیا۔

(۳۶) چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی۔

(۳۷) اہل کتاب سے نکاح کی رخصت دی گئی۔

(۳۸) باندی سے نکاح کی اجازت۔

(۳۹) حائضہ عورتوں سے جماع کے علاوہ مخالطت رکھنے کی اجازت۔

(۴۰) اور جس پہلو سے چاہیں بیوی سے ملنے کی اجازت دی گئی۔

(۴۱) یہ امت امر بالمعروف اور (۴۲) نہی عن المنکر کرتی ہے۔

(۴۳) سینوں میں کتاب کا محفوظ ہونا اس امت کی خصوصیت ہے۔

(۴۴) کانے دجال سے اس امت کے افراد جنگ کریں گے۔

(۴۵) اگر اس امت کا کوئی فرد نیکی کرے تو دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی۔

(۴۶) اس امت کی دعائیں قبول کی جائیں گی

(۴۷) جب یہ امت قیامت کے دن آئے گی تو اس کا نور انبیاءؑ کے نور کے مشابہہ ہوگا۔ وضو کی وجہ سے۔

(۴۸) غسل جنابت کا حکم اس امت کے لئے ہے۔

(۴۹) جہاد کا حکم اس امت کو ہے۔ جب کہ پہلے انبیاءؑ کو کیا گیا تھا۔

۵۰ یہ امت کبھی قحط اور غرق ہونے پر ہلاک نہ ہوگی۔

(۵۱) اس امت پر ایسا عذاب مسلط نہ ہوگا۔ جیسا کہ پہلی امت پر ہوا۔

(۵۲) اور ایسا دشمن بھی اس پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹادے۔

(۵۳) امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(۵۴) اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور ان کا اختلاف رحمت ہوگا جب کہ پہلی امتوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

(۵۵) اس امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا۔ جہاں تک امتی ہو (۵۶) اس امت کو قرآن کریم ملا۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

از: محمد یٰسین قریشی ملتان

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہمیں ایثار وقربانی کا درس دیتی ہے! افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام سید الصحابہؓ خلیفہ بلافصل نائب رسولؐ جانشین سید الکونینؐ یارِ غار یار مزار رفیق سفر و حضر یقین، مشیر رسولؐ، خلیفہ راشد امیر المومنینؓ، امام المسلمین کا نام نامی اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق عشرہ مبشرہ میں شامل سابقون الاولون کے عظیم فرد جنت کے حقدار، آپ کے والد کا نام نامی اسم گرامی عثمان مشہور کنیت ابو قحافہؓ چھٹی پشت پر سلسلہ نسب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے! حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد بزرگوار کا شمار قریش کے معزز اور شریف افراد میں ہوتا ہے! حضرت ابوبکر صدیقؓ قبل از اسلام ایک امیر دیانتدار اور امین تاجر تھے آپ کی دیانت اور امانت سچائی اور معاملات کی صفائی کا بچہ بچہ گواہ تھا۔ آپ کا علم وسیع تھا۔ اخلاق و کردار اور شرافت و نجابت کے اہل مکہ معترف تھے اسی بناء پر لوگ آپ کے پاس اپنی امانتیں جمع کراتے تھے۔ پاکبازی کا یہ عالم تھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی شراب کو کبھی ہاتھ نہ لگایا سیدنا صدیق اکبر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بچپن ہی سے بہت محبت تھی کاروباری امور میں بھی اکثر صاحب تاج و المعراج صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رہتے تھے جب دنیا کفر کی ظلمتوں میں گرفتار تھی اور ہر طرف بت پرستی و شرک کا چرچا تھا۔ اس وقت فاران کی چوٹیوں سے آفتاب نبوتؐ چمکا۔ آمنہ کے جگر گوشہ اور عبداللہ کے دُرِّ یتیم کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا۔ اور نبوت کا اعلان فرمایا تو اس وقت اپنے بھی بیگانے ہو گئے خونی رشتوں میں بھی جلن اور حسد کی آگ بھڑک اٹھی جو کل تک آپؐ کو امین و صادق کہنے والے تھے وہ بھی آپؐ کو مجنوں کہنے لگے اس وقت حضرت ابوبکر آگے بڑھے اور دعوت نبوت پر لبیک کہہ کر صدیق کا پیارا لقب پایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ برابر توقف نہیں کیا اس طرح مردوں میں سب سے پہلے ایمان سے مشرف ہونے کا اعزاز اسی مرد قلندر کو حاصل ہوا اور سابقون الاولون میں سرداری کا شرف بھی اسی بناء پر حاصل ہوا۔ تقدم اسلام میں فضیلت اس لئے بھی ہے کہ آپ آزاد تھے۔ آپ عاقل اور بالغ تھے۔ جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے غلامی کا طوق اپنے گلے میں پہن لیا۔ (آپؐ کی غلامی ایسی قابل فخر ہے کہ تمام دنیا کی سلطنتیں آپ کی غلامی پر قربان کی جاسکتی ہیں) تو کفار و مشرک توحید رسالتؐ کے دشمن اس قدر برافروختہ ہوئے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو کافروں نے لہولہان کر دیا تھا۔ مگر یہ نشہ توحید تو ایسا نشہ ہے کہ ظلم و تشدد سے مزید بڑھتا ہے ان کافروں کو کیا پتہ تھا کہ جام توحید ہر ایک کی قسمت میں کہاں؟ سیدنا صدیق اکبرؓ قرآن حکیم کی تلاوت ایسے درد بھرے انداز میں فرماتے تھے کہ لوگ شوق سے جمع ہو کر سنتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کافروں نے مظالم توڑے اور عرصہ حیات تنگ کر دیا تو اس وقت اس اللہ کے شیر نے آپؐ کا ساتھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جاتے تو سیدنا صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے جاتے تھے۔ کفار جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و تشدد کرتے تو یہی غلام جاں نثار سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے تمام دولت رشتہ داری سرکار دو عالمؐ کی جوتی پر قربان کر دی۔ نبی کریم محمدؐ نے دیکھا میرے غلاموں کو تنگ کیا جا رہا ہے اور ہر طرح کی سختی کی جا رہی ہے تو آپؐ نے اپنے غلاموں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا اس حکم کے ملتے ہی اللہ کا شیر عاشق مصطفیٰ سیدنا صدیق اکبرؓ بھی حبشہ کی طرف روانہ ہو گیا لیکن راستہ میں ایک قبیلہ کے رئیس سے ملاقات کی اس نے پوچھا ابوبکر کہاں جا رہے ہو؟ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا تمہاری قوم نے نکال دیا ہے سوچا کہ وطن سے دور جاکر اپنے خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاؤں۔ وہ رئیس حیران ہو کر بولا صدیق اکبرؓ جیسے محب وطن، غریبوں کے ہمدرد مہمان نواز بے ضرر انسان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟ وہ رئیس کہنے لگا آپؓ میرے ساتھ چلیں لوٹ کر خدا کی عبادت کریں! آپؓ کو کون روک سکتا ہے اس رئیس نے کھلم کھلا سیدنا صدیق اکبرؓ کو امان دے دی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ گھر میں مخصوص جگہ پر خدا کی عبادت کرتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے لیکن عقل کے اندھوں اور کافروں کو یہ ادا پسند نہ آئی اور اس رئیس سے کہا کہ تم اپنی امان واپس لے لو اور جب اس رئیس نے صدیق اکبرؓ سے کہا تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا مجھے صرف رسول خدا کی امان کافی ہے مجھے کسی کی امان کی ضرورت نہیں۔ جوں جوں شمع توحید و رسالت اپنا نور ہر طرف پھیلا رہی تھی اتنا ہی اہل کفر ظلم و تشدد بڑھا رہے تھے۔ آہستہ آہستہ مسلمان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے لیکن صاحب وحی کے منتظر تھے کہ کب حکم ربانی ہو وہ اپنے عاشق و صادق حبیب خاص سیدنا صدیق اکبرؓ کو لے کر ہجرت فرمائیں۔ ادھر سیدنا صدیق اکبرؓ بھی منتظر تھے کہ کب ہمراہی کا شرف عظیم حاصل ہو۔ سیدنا صدیق اکبرؓ آخر ایک دن پوچھ بیٹھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ کو ہجرت کا حکم ہو گا؟ زبان نبوتؐ سے ارشاد ہوا ہاں پھر پوچھا مجھے بھی اس وقت ہمراہی اور غلامی کا شرف حاصل ہو گا؟ زبان نبوتؐ سے ارشاد ہوا ہاں یہ مجاہد اعظم اسی وقت کے منتظر تھا کہ اوپر سے حکم ہوا اور میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر دوں؟ بالآخر

وہ مبارک دن آگیا جس کے لئے سیدنا صدیق اکبرؓ سراپا محو انتظار تھے۔ حضور کریمؐ نے آکر یہ حکم سنایا کہ ہجرت کا حکم آگیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا حکم سُنتا تھا کہ عاشق خاص بچپن کا رفیق جلدی جلدی تیار ہو گیا۔ حضور نبی کریمؐ اور سیدنا صدیق اکبرؓ دونوں اپنی منزل کی طرف چل پڑے دونوں دوست چلتے چلتے غار ثور پہنچ گئے پہلے اس غار میں سیدنا صدیق اکبرؓ حضور نبی کریمؐ کا غلام اُترا۔ اندر جا کر صفائی کی اور جو سوراخ تھے انہیں بند کیا۔ پھر باہر آکر اپنے آقا و مولا کو اندر لے گئے اندر جانے کے بعد سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے ادھر نبی کریمؐ اپنے دوست کے زانو پر آرام فرما ہیں ادھر کفار و مشرکین (معاذ اللہ) آپؐ کے قتل کرنے کے لئے کاشانہ نبوت کے گرد جمع ہیں۔ حضور کریمؐ نے اپنی تمام امانتیں سیدنا حضرت علیؓ کے حوالے کر دیں۔ صبح ہوتی ہے تو کافر منتظر ہیں کہ محمد عربی باہر آئیں گے اور ہم (معاذ اللہ) قتل کر دیں گے لیکن وہاں پر حضور کریمؐ کی بجائے شیر خدا حضرت علیؓ ہیں۔ کافروں نے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ کے سرتاج نے کہا مجھے علم نہیں علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیٹیاں کھانا تیار کرتی ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا بیٹا غار میں کھانا اور دن بھر کی خبریں پہنچاتا ہے! سیدنا صدیق اکبرؓ کا غلام عامر بن فہیرہ بکریاں لاکر حضور اکرمؐ کو دودھ پلا جاتا ہے۔ غرض آپ کا پورا گھرانہ حضور کریمؐ کی خدمت میں لگا ہوا ہے۔ ادھر کافر تلاش میں ہیں۔ حضرت آمنہ کا لال عبداللہ کا دُرِ یتیم مع اپنے دوست کے مل جائے۔ اسی جستجو میں اللہ کے دین کے دشمن غار کے قریب پہنچ گئے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جو دیکھا کہ نبی کریمؐ کے دشمن یہاں بھی آ پہنچے تو آپؓ کو فکر دامن گیر ہوئی سیدنا صدیق اکبرؓ کو فکر اپنی جان کی نہ تھی فکر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سیدنا صدیق اکبرؓ کو یہ برداشت نہ تھا کہ ان کے دوست کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے۔ جب آقائے دو جہاں نبی کریمؐ نے دیکھا کہ ان کا جاں نثار دوست اس صورت حال سے پریشان ہے تو آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر صدیقؓ غم مت کر بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جس کی پوری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے۔

اس سفر اور غار میں ہمراہی کا ہے جو فضیلت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہوئی ہے وہ تمام صحابہؓ کرام میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی حضرت محمدؐ کو بذریعہ وحی یہ حکم ملا کہ صدیق اکبرؓ کو ہمراہ لے جاؤ۔ اگر رب کعبہ کے نزدیک صدیق اکبرؓ کی دوستی و محبت مکمل نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کبھی بھی یہ حکم نہ دیتے کہ صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے جاؤ۔ دوسری طرف نبی کریمؐ کو اگر اپنے رفیق خاص پر اعتماد نہ ہوتا تو آپؐ کبھی بھی اپنے ساتھ نہ لے جاتے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ تمام انبیاء کرام کے بعد کل کائنات سے افضل ہیں۔ قرآن میں لفظ صاحب سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کو واضح فرمایا گیا ہے اس سے یہ وضاحت ہو گئی کہ جو بھی سیدنا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر ہے کہ وہ قرآن کی اس آیات کا منکر ہے۔

حضور کریمؐ نے فرمایا ابوبکر میری امت میں سب سے پہلے شخص تم ہو گے جو جنت میں داخل ہو گے (مشکوٰۃ)

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سے بہتر ہیں اور ہم میں سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب ہیں۔ خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے متفقہ طور پر صدیق اکبرؓ کو خلیفہ بلا فصل منتخب کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درس گاہ کے پہلے طالب علم تھے۔

حضور کریمؐ کی وفات کے بعد صدیق اکبرؓ ثابت قدم رہے اور انکار زکوٰۃ پر صدیق اکبرؓ جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضور کریمؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کے تمام قرض ادا کر دیئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے مال و جان عزت و آبرو سب کچھ حضورؐ پر نثار کر دیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنا سرمایہ قربان کر کے مظلوم بلالؓ کو اپنے محبوبؐ سے ملا دیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کو قرآن کریم میں صاحب رسولؐ کا لقب نصیب ہوا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ قول و فعل میں حضور کریمؐ کی سنت پر اتباع کرنا اپنا فریضہ جانتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے پرانے کپڑے کفن کے لئے مناسب سمجھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ جب تک زندہ تھے تو حضورؐ کے پہرہ دار رہے اور وفات پائی تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہرہ دار بنے۔

ایک قادیانی کا قبول اسلام

وارہ (نمائندہ ختم نبوت) وارہ سے ۱۲ کلومیٹر دور نصیر آباد کے شہر کی جامع مدینہ مسجد میں جمعہ کے روز ایک قادیانی اوشاک علی نے قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق اوشاک علی مسلمان ہونے سے پہلے اکثر عبدالقادر مس سے ختم نبوت پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ آخر کار ان مباحث کے بعد اوشاک علی نے محسوس کر لیا کہ میں جس راستے پر چل رہا ہوں وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا اس نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کامل ایمان لاکر قادیانیت سے توبہ کر لی اور جامع مسجد میں آکر اعلان کیا کہ "میرا قادیانی جماعت سے کوئی واسطہ نہیں میں مرزا غلام قادیانی کو جھوٹا، کافر اور دجال سمجھتا ہوں" نومسلم کے اعزاز میں پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر امیر احمد شیخ، رزاق ڈنو بھٹی، غلام رسول شیخ ــــ اور عبدالقادر بھی موجود تھے۔ نمائندہ ختم نبوت نے اوشاک علی سے مل کر اسے مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر پیش کیا۔ توقع ہے کہ وارہ تحصیل کے علاقہ میں قادیانیوں میں سے مزید دیگر افراد بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ کیونکہ پچھلے چند سالوں کے دوران گاؤں گوٹھ گیمن، انور آباد وغیرہ میں تقریباً دس قادیانی تائب ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

فکر

جس نے غرور اور استکبار کی راہ لی
اس نے دنیا و عقبیٰ میں رسوائی کے سوا کچھ نہ پایا!

از
محمد اقبال
حیدرآباد

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تکبر سے بچو" تکبر وہ گناہ ہے جس نے سب پہلے شیطان کو تباہ کیا۔ حرص سے بچو۔ حرص ایسی چیز ہے۔ جس نے آدمؑ کو جنت سے باہر پھینکا۔ حسد سے بچو، حسد وہ بدی ہے جس نے قابیل کو ہابیل سے قتل کرادیا (ابن عساکر)

تکبر آپؐ کی نظر میں خاص طور پر انفرادی، اور اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے مضرت رساں ہے۔

نمرود نے ملک و سلطنت کے غرور میں "انا احی وامیت" (میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں) کہہ دیا۔ لیکن خداوند تعالیٰ کا ایک ادنیٰ سا جھٹکا برداشت نہ کر سکا۔ خدائے ذوالجلال نے ایک کمزور سا مچھر بھیجا جو پر غرور نمرود میں جو گھسا اور وہ شوخ و شریر دماغ وہ بیں بیں کر تی زبان نا عاقبت اندیش دل اپنے کیفر کردار کو جا پہنچے اور سب انانیت کھیت ہو گئی۔

قارون مال و دولت کو اپنے دست و دانش کا نتیجہ سمجھا۔ اور "او تیتہ علی علم عندی" (یہ مال و دولت مجھے میرے علم کی بنا پر ملا ہے) کا جملہ چست کیا۔ تو اللہ تعالیٰ بے نیاز نے اس کے خزانوں سمیت زمین میں غرق کر دیا۔

الغرض جس نے بھی عجز و انکساری تقویٰ کی بجائے غرور اور استکبار کی راہ لی۔ دنیا و عقبیٰ میں رسوائی کے سوا کچھ نہ پایا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان نے کبر و نخوت کے لئے کون سی وجہ جواز ڈھونڈھ لی ہے۔ کیا مال پہ اتراتا ہے؟ شاید اس طرف عنان فکر موڑنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ جب اس نے دنیا میں قدم رکھا تو کس قدر مال و متاع اس کے قبضہ میں تھے۔؟ کتنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس کے زیر تصرف تھی۔؟ کتنے لاؤ لشکر اس کے تابع تھے ان میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ ستر ڈھانپنے کے لئے بالشت بھر کپڑے اور پیٹ کا تنور بھونکنے کے لئے لقمہ و شربا تک کا خود کفیل نہ تھا اور جب رخصت ہو گا تو ایمان و عمل کے سوا کچھ ساتھ نہ جائے گا۔ سب سنہرے اور روپہلے زیورات زرق برق لباس اور مرقع و مرصع تخت تاج یہیں دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ انگلی سے سنہری چھاپ کلائی سے قیمتی گھڑی، گلے میں سے سونے کا ہار اور گلے سے قمیص و پوستین اتار لئے جائیں گے شاید دوان سیلی چادریں بھی نصیب ہوں یا نہ ہوں۔

رنگ و روپ پہ فخر کرنے والے سے پوچھئے کہ سرمگیں آنکھیں شمشیر دہنی، شمشاد نما قد و قامت موزوں و مناسب وضع قطع کیا اس نے خود بنالئے ہیں۔؟ اگر حسین و جمیل صورت حاصل کرنے میں صاحب صورت کا کچھ عمل دخل ہوتا تو شاید فخر کرنے میں کچھ حق بجانب ہوتا۔ جب ایسا نہیں تو "انا انا" حماقت کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟ حق تو یہ تھا کہ جس مالک نے یہ سب کچھ بن مانگے مفت دیا اس کے دروازہ سے کبھی سر نہ اٹھاتا اور حمد و ستائش سے کبھی زبان بند نہ کرتا۔ لیکن افسوس! حالت اس سے مختلف نظر آتی ہے۔ علم و عقل پہ ناز کیوں؟ کیا علم و ہنر کا مدعی وہ تو نہیں جسے بول و براز سے بچنے کی سمجھ نہ تھی۔ جو پانی اور آگ کا فرق نہ جانتا تھا؟ جو مرغی کے بچوں سے زیادہ نادان تھا۔ کیونکہ مرغی کا بچہ کنکر اور دانے میں تمیز کر سکتا ہے اور انسان کا بچہ نہیں کر سکتا۔ خدائے مہربان نے انسان کو فہم و ادراک سے علم و ہنر سے نوازا کتابت و خطابت کی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا۔ پھر ایسے محسن حقیقی کے سامنے تکبر کرنے والا، شوخی دکھلانے والا ناقدر شناس تباہ نہ ہو تو کیا ہو۔

تکبر بھی معائب خلق میں سے ہے یہ انسان میں فرعونیت و قارونیت پیدا کرتا ہے اور اس طرح اسے مقام عبدیت سے گرا کر اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔

شریعت مطہرہ نے ہر اس چیز کو جو باعث یا علامت تکبر ہو۔ ممنوع کر کے اس خصلت بد کی بیخ کنی کر دی ہے چنانچہ ازراہ تکبر کپڑا گھسیٹ کر چلنے والے کو نگاہ رحمت سے محرومی کی وعید سنائی ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے اس لئے روک دیا کہ یہ متکبرین کی علامت ہے۔ برتن اور انگلیوں پر لگے ہوئے کھانوں کو چاٹ لینے میں جہاں اور حکمتیں ملحوظ ہیں وہاں اصلاح کبر کی حکمت کا لحاظ بطریق اتم موجود ہے۔ کیونکہ متکبر آدمی کا نفس ہرگز ایسا کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اس بیس سالہ نوجوان کو دوست رکھتا ہے جو باوجود نوجوانی کے بڈھوں کی طرح جھک کر تواضع اور عاجزی کے ساتھ چلتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس ۶۰ سالہ بڈھے کو دشمن رکھتا ہے جو باوجود بڑھاپے کے نوجوانوں کی طرح اکڑ کر چلتا ہے۔

کسی پہلوان نے ایک بزرگ کو غرور کے لہجے میں کہا مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ بزرگ نے جواب دیا۔ خوب جانتا ہوں۔ ابتداء تیری ایک گندہ قطرہ انتہا تیری ایک گندی لاش اور اس وقت تو پیٹ میں گندگی اٹھائے ہوئے ہے۔

حضرت زید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت علیؓ تشریف لائے ان پر ایک چادر تھی اور ایک تہہ بند۔ جس کو انہوں نے کپڑے کی ایک کترے باندھ رکھا تھا آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ یہ دو کپڑے پہننا

ہوں تاکہ میرے لئے یہ تکبر سے مانع ہوں اور میری نماز کے لئے یہ بھلے ہیں اور مومن کے لئے سنت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ بازار میں سے گزرے اور ان پر لکڑی کا گٹھا تھا۔ ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو اس کام پر کس نے آمادہ کیا ہے۔! حالانکہ آپ کو اللہ پاک نے اس سے بے پرواہی بخشی ہے۔ جواب دیا کہ میں تکبر کو دفع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جنت میں وہ آدمی داخل ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر نہ ہوگا۔

عمر مزدی رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے ندادی کہ نماز تیار ہے جب لوگ جمع ہوگئے اور کثیر تعداد میں ہوگئے۔ آپ ممبر پر تشریف لے گئے اللہ کی حمد وثنا کی جیسا کہ وہ اس کا اہل ہے اور حضور پر درود بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنی خالاؤں جو بنی مخزوم میں سے تھیں کی بکریاں چراتا تھا۔ وہ میرے لئے ایک مٹھی کھجور اور کشمش دیتیں۔ اور اسی میں، میں اپنا سارا دن بسر کرتا۔ اور وہ بھی کیا دن تھا۔ اس کے بعد آپ ممبر پر سے اتر آئے تو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضؓ نے عرض کیا اے امیرالمؤمنین! آپ نے سوائے اپنا عیب بیان کرنے کے اور کوئی بات نہ بیان کی۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے ابن عوف! مجھ پر بڑا افسوس ہے۔ میں تنہائی میں تھا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ تو امیرالمؤمنین ہے تجھ سے افضل کون ہوگا؟ تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو اس کا آپا پہنچا دوں۔ ایک روایت میں ہے کہ مجھے اپنے بارے میں خدشہ ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو اس بات سے چکھوں۔

مغرور اور متکبر آدمی راہ راست پر آنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے مرتے دم تک انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی وہی لوگ تھے۔ جن کے سر میں خاص سمایا ہوا تھا۔ جو مغرور اور متکبر تھے، نمرود، فرعون قارون ابوجہل وغیرہ کو غرور نے حق کے قبول کرنے سے باز رکھا تھا۔ غرور تکبر کا اظہار بے شمار صورتوں میں ہوتا ہے۔ مغرور متکبر آدمی اکڑ کر چلتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے بات چیت کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ہر شخص اس کی تعظیم کرے۔ جب لوگوں سے ملتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ لوگ اس کو پہلے سلام کریں مجلسوں میں صدر بننے کی کوشش کرتا ہے غرض ہر وہ طریقہ اختیار کرتا ہے جس سے لوگ اسے بڑا سمجھیں مگر ہوتا یہ ہے کہ ہر شخص متکبر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔ جب وہ کبھی کسی آفت مصیبت کا شکار ہوجاتا ہے تو لوگ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ معاشرے میں قابل نفرت شخص بن جاتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان تکبر کرتا رہتا ہے اور اپنے نفس کو اچھا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام جبارین کی فہرست میں درج کردیا جاتا ہے (ترمذی)

محمد بن واسع نے بلال ابن ابی بردہ سے کہا کہ میں نے تیرے باپ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے اس میں ہر متکبر اور سرکش کو عذاب کیا جائے گا۔ اس حدیث کو سنا کر محمد بن واسع نے بلال سے کہا کہ تم بچنا۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ اس وادی میں تم بھی عذاب کیا جائے یعنی تکبر نہ کرنا (طبرانی۔ حاکم)

فرمایا جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوگا (احمد)

خولہ بنت قیس کی روایت ہے کہ جس وقت میری امت فارس و روم فتح کرے گی۔ اور اس میں تکبر پیدا ہوجائے گا۔ اور لوگ اترا کر چلنے لگیں گے۔ تو حق تعالیٰ ان کے بعض پر بعض کو مسلط کردے گا۔ یعنی آپس میں خونریزی شروع ہوجائے گی (ترمذی)

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اہل جہنم سے مطلع نہ کردوں، ہر وہ شخص جس کا دل سخت ہو، حرام کے مال سے موٹا ہوگیا ہو۔ تکبر کا عادی ہو۔ یاد رکھو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور و تکبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

متکبر قیامت میں چیونٹیوں کے مثل ہوں گے۔ ان کو اہل محشر روندتے ہونگے۔ آگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے گی۔ جہنم کے ایک خاص قید خانے میں ان کو عذاب دیا جائے گا۔ جس کا نام بُولس ہے ان پر نہایت تیز آگ جلائی جائے گی اور ان کو دوزخیوں کے زخموں سے نکلا ہوا کچ لہو پینے کو دیا جائے گا۔ (ترمذی)

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا جو شخص غرور تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کردیتا ہے پھر وہ لوگوں کی نگاہ میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور اپنے دل میں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔

اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے انسان کا ہیولیٰ مٹی سے ملائکہ کا نور سے اور جنوں کا نار سے بنایا تھا۔ ابلیس جسے اس کے شر اور شیطنت کے سبب شیطان بھی کہتے ہیں جنوں میں سے ہے اس لئے وہ ناری ہے اس کے نزدیک نار کو مٹی پر فضیلت ہے اس لئے اسے تسلی تکبر تھا ذلیل و خوار، مقہور و مغضوب ہوا، پسر نوح کو علو نسب ابولہب کو حسن صورت قارون کو کثرت دولت اور فرعون و شداد کو رعب سلطنت نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ پھر اترانا کس بات کا؟ ۔

جنابِ سرکارِ دو عالم کی اُمّت کو نصیحتیں

تحریر
محمد یونس

ایک آدمی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے نہایت مختصر اور جامع نصیحت فرما دیجئے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اور اپنی زبان سے کوئی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت کے دن اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لئے نہ رہ جائے۔ اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے۔ اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ اگر تم کو نصیب ہو جائیں۔ تو پھر دنیا اور اس کی نعمتوں کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی گھاٹا نہیں ہے۔

(۱) امانت کی حفاظت
(۲) باتوں میں سچائی
(۳) حسنِ اخلاق
(۴) کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھا لو۔

(۱) غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپا کے آنے سے پہلے
(۲) غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے
(۳) غنیمت جانو خوشحالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے
۴۔ غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے
۵۔ غنیمت جانو زندگی کو موت سے پہلے

ابو جری جابر بن سلیمؓ سے روایت ہے کہ میں مدینہ پہنچا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے پاس طالب بن کر حاضر ہوئے ہیں۔ اور وہ ان کو جو کچھ بتا دیتا ہے۔ اس کو قبول کر کے چلے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ لوگ اس کو دل و جان سے مانتے اور تسلیم کرتے ہیں؛ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کیا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہاں میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اس اللہ کا جس کی شان یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی دکھ اور تکلیف ہو اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہارے دکھ درد دور کر دے اور اگر تم پر قحط سالی کی مصیبت آ جائے تو تم اس سے دعا کرو۔ تو تمہارے لئے وہ زمین سے پیداوار پیدا کر دے۔ اور جب تم کسی جنگل بیابان میں لق و دق میدان میں ہو۔ اور تمہاری سواری کا جانور گم ہو جائے۔ اور تم اس سے دعا کرو تو تمہاری سواری کے اس جانور کو تمہارے پاس پہنچا دے۔

میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تم کسی کو گالی نہ دینا۔

جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی کو گالی نہ دی، نہ کسی آزاد کو، نہ کسی غلام کو نہ اونٹ بکری جیسے کسی جانور کو؛

پھر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ؛ کسی احسان کو حقیر نہ سمجھو؛ اپنے بھائی سے شگفتہ روئی کے ساتھ بات کیا کرو۔ یہ بھی ایک طرح کا احسان اور حسن سلوک ہے۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے۔ اور تمہاری کسی بات کا ذکر کر کے تم کو عار دلائے۔ جو وہ تمہارے بارے میں جانتا ہو۔ تو تم ایسا نہ کرو۔ اس صورت میں اس کی زبان درازی کا وبال اس پر ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کون ہے جو مجھ سے چند خاص باتیں سیکھ لے۔ پھر خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؛

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔

تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا۔ اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں۔

(۱) جو چیزیں اللہ نے حرام کر دی ہیں۔ ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گذار ہو جاؤ گے

(۲) اللہ نے جو تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہو اس پر راضی ہو جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اگر ایسا کرو گے تو تم کامل مومن بن جاؤ گے۔

(۴) جو تم اپنے لئے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ اگر تم ایسا

کروگے تو حقیقی مسلم اور پورے پورے مسلمان ہو جاؤگے۔

(۵) زیادہ مت ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مجھے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم فرمایا ہے۔

۱ ۔ میں مساکین اور غرباء سے محبت رکھوں اور ان کے قریب رہوں۔

۲ ۔ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجے کے ہیں ۔ اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر درجے کے ہیں۔

۳ ۔ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں ۔ اور قرابتی رشتوں کو جوڑوں اگرچہ وہ میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔

۴ ۔ کسی کا دری سے کوئی چیز نہ مانگو۔

۵ ۔ میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگرچہ وہ لوگوں کے لئے کڑوی ہو۔

۶ ۔ میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ ڈروں۔

۷ ۔ میں کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کروں۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے۔ اور جلا ڈالا جائے

(۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و متاع چھوڑ کر نکل جاؤ۔

۳ :۔ کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز بھی چھوڑ دی ۔ اس سے اللہ کا عہد اور ذمہ نہ رہا۔

۴ :۔ ہرگز شراب نہ پیو۔ کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ ہے۔

۵ :۔ ہر گناہ سے بچو کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

۶ :۔ جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ جاؤ اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

۷ :۔ جب تم کسی جگہ پر لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں (وبائی امراض کی وجہ) سے موت کا بازار گرم ہو تو تم وہیں جمے رہو۔

۸ :۔ اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت سے مال خرچ کرو۔

۹ :۔ ان پر ادب سکھانے کے لئے سختی بھی کیا کرو۔

۱۰ :۔ اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وصیت فرمائیے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کے تقوے کی کیونکہ تقویٰ بہت زیادہ آسان راستہ کر دینے والا ہے ۔ اور سنوار دینے والا ہے ۔ تمہارے سارے کاموں کو۔

۲ :۔ تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا ۔ آسمان میں تمہارے ذکر کا اور زمین میں تمہارے نور کا۔

۳ :۔ زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو۔ کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی ہے ۔ اور دین کے معاملے میں مدد دینے والی ہے۔۔۔

۴ :۔ زیادہ ہنسنا چھوڑ دو کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے ۔ اور آدمی کے چہرہ کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔

۵ :۔ ہمیشہ حق بات کہو اگرچہ (لوگوں کے لیے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔

۶ :۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ مت کرو۔

۷ :۔ تم جو کچھ اپنے نفس اور ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہیے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

ایک دن جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے لڑکے ! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں۔ (غور سے سن) ! دیکھ تو خدا کو یاد رکھ تو خدا تجھے یاد رکھے گا۔ تو خدا کو یاد رکھ تو خدا کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو خدا سے مانگ، جب تو کسی مشکل میں مدد کا طالب ہو تو خدا سے مدد طلب کر، خدا کو اپنا مددگار بنا۔ اور اس بات پر یقین کر کہ لوگ متحدہ طور پر تجھے کوئی نفع پہنچائیں۔ تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے۔ ماسوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر لوگ اکٹھے ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں۔ تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے مقدر کر دیا ہے

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہ جیسے تو پردیسی ہے ۔ یا راستہ چلتا مسافر)

بقیہ : امت محمدیہ کی خصوصیات

یا ایہا الذین امنوا کے ساتھ خطاب کیا گیا۔ جب کہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں یا ایہا المساکین کے ساتھ پکارا گیا ہے امت محمدیہ عمل میں گذشتہ امتوں سے کم ہوگی۔ مگر اجر میں زیادہ ہوگی۔ (خصائص کبریٰ)

حضرت مولانا عزیر گل رحمہ اللہ

ڈھونڈو گے ہمیں گلیوں گلیوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

تحریر: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی دیوبند

اسی مہینہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ (۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء) کو حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی آخری یادگار تحریک ریشمی رومال کے آخری رکن اور اسارت مالٹا کی آخری نشانی حضرت مولانا عزیر گل پشاوری طویل عرصہ علالت کے بعد بعمر ایک سو دس سال اپنے وطن میں وفات پاگئے۔

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

مرحوم حضرت شیخ الہند کے تلمیذ رشید اور خادم خاص کی حیثیت سے دائرہ تلامذہ میں امتیازی شہرت کے مالک تھے حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ ان کے تعارف میں لکھتے ہیں۔

مولانا عزیر گل صاحب قصبہ زیارت کاکا صاحب ضلع پشاور کے باشندہ اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے خادم خاص ہیں۔ مشن کے ابتداء سے ممبر رہے اور نہایت مہتم بالشان اور خطرناک کاموں کو انجام دیتے رہے۔ صوبہ سرحد آزاد یاغستان میں سفارت کی خدمات عظیمہ انہوں نے بہت انجام دی ہیں عموماً حضرت شیخ الہند ان پہاڑی علاقوں میں اپنے ہمنوا اور اپنے ہم خیال لوگوں کے پاس انہیں کو بھیجا کرتے تھے........ حاجی ترنگ زئی صاحب اور علمائے سرحد یاغستان اور دیگر فدائین کو مشن کا ممبر بنایا........ باوجودیکہ سی آئی ڈی ان کے پیچھے لگی رہی مگر انہوں نے کبھی اس کو پتہ نہیں چلنے دیا........ حضرت شیخ الہند کے نہایت مخلص اور فدائی ہیں کسی قسم کی طمع اور غرض نفسانی نہیں رکھی نہ حضرت سے جدا ہوتے لوگوں نے بہت کوششیں کیں کہ یہ جدا ہو جائیں مگر انہوں نے گوارا نہ کیا ہمیشہ عاشقانہ ولولوں کے ساتھ خدمت میں حاضر رہے حتیٰ کہ مالٹا کی اسارت میں بھی انتہائی دل جمعی سے شریک اور رفیق رہے الخ (نقش حیات ج ۲، ص ۱۹۱)

مولانا مرحوم کے متعلق سی آئی ڈی اپنی ڈائری میں لکھتا ہے:۔

عزیر گل پسر شہید گل کاکا خیل پٹھان درگائی مغربی سرحدی صوبہ میں رہتا ہے بڑا آتشیں مزاج ہے جب وہ دیوبند میں طالب علم تھا اسی وقت سے مولانا محمود حسن کا پکا مرید ہو گیا تھا، بڑا اہم سازشی ہے، ہجرت کا خواہش مند ہے ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے ہمیشہ مولانا کو اکسایا ہے کہ وہ جہاد کے لئے ہجرت کر جائیں وہ دیوبند میں خفیہ جلسوں میں شریک ہوا کرتا تھا اور ستمبر ۱۹۱۵ء (۱۳۳۳ھ) میں مولانا محمود حسن کے ہمراہ عرب گیا تھا اس کے سفر حجاز سے قبل مولانا نے اس کو آزاد علاقہ میں بھیجا تھا کہ حاجی صاحب سیف الرحمٰن اور دوسرے منحرف لوگوں کو مطلع کر سکے کہ حضرت مولانا کا ارادہ ہندوستان سے ہجرت کرنے کا ہے وہ حضرت مولانا کے پاس اس وقت بھی ٹھہرا رہا جبکہ ان کے اکثر پیرو اور مریدین ہندوستان کو واپس کرائے گئے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عزیر گل انور پاشا اور جمال پاشا کے فرمان کے کر عنقریب ہندوستان آئے گا اور اس فرمان کو افغانستان لے جانا ہو گا لیکن بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مکہ میں شریف مکہ کے حکم سے ۲ دسمبر ۱۹۱۶ء گویا اس کے لگ بھگ گرفتار کیا گیا۔ اور جدہ بھیج دیا گیا، جہاں سے ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو اسے مصر روانہ کر دیا گیا جنود ربانیہ کی فہرست میں مولوی عزیر گل کا نام لے کر اسے کرنل دکھایا گیا ہے (ریشمی خطوط سازش کیس کا تعارف تھ کون کیا ہے؟ ص ۳۲)

مولانا مرحوم ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت پائی۔ فراغت کے بعد حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں رہ گئے۔ حضرت شیخ الہند کے ساتھ ہمہ وقت رہنے کی وجہ سے اکثر واردین و صادرین انہیں حضرت کے گھر کا ایک فرد سمجھتے تھے حضرت شیخ الہند کے ہمراہ خاص ہونے کے ساتھ ان کے خزانچی بھی تھے۔ جزیرہ مالٹا سے رہائی کے بعد حضرت شیخ الہند کے ہمراہ ہندوستان آئے اور حضرت کی حیات تک انہی کی خدمت میں رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک انہیں کے مکان پر مقیم رہے چونکہ اسارت مالٹا کے زمانے میں اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس لئے بعض احباب کی کوششوں سے حضرت شیخ الہند کی بھانجی کی صاحبزادی سے ان کا عقد بھی ہو گیا تھا تحریک خلافت کے زمانہ میں دیوبند خلافت کمیٹی کے صدر رہے۔ مدرسہ رحمانیہ رڑکی میں ایک عرصہ تک تدریس کی خدمت بھی انجام دی۔ رڑکی کے زمانۂ قیام میں ایک نومسلم انگریز خاتون سے ان کی شدید خواہش کی بنا پر دوسری اہلیہ کی وفات کے بعد نکاح کر لیا تھا، یہ خاتون یورپ کی تھیں اور یورپین وضع کی عادی مگر اسلام سے مشرف ہو جانے کے بعد انہوں نے نہایت سادہ زاہدانہ زندگی اختیار کر لی تھی پردہ کی شدت سے پابند ہو گئی تھیں صوم و صلوٰۃ اوراد و وظائف اور تلاوت قرآن حکیم ان کا خاص مشغلہ تھا مولانا عزیر گل کی رہنمائی میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی لکھا تھا مگر اب تک اس کی طباعت نہیں ہو سکی ہے کاش کہ اس گنج گرانمایہ کو مولانا کے اقارب شائع کر دیتے تو ان دونوں مرحومین کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہو جاتا اور خلق خدا کو بھی ایک مستند انگریزی ترجمہ سے استفادہ کی سہولت ہو جاتی

باقی صفحہ ۲۶ پر

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

ڈاکٹر علی سلمان نبوی (ایم ڈی فرانس)

مرسلہ
محمد احسان رانا
سرور ڈ لعل عینین

اگرچہ میں ایک فرانسیسی کیتھولک خاندان کا فرد ہوں، لیکن ڈاکٹر اور میڈیسن ہونے کے ناتے میں میرے پیشے نے مجھے ایک مضبوط اور سائنٹیفک کردار عطا کیا ہے جو اوراء عقل عقائد کے لیے مجھے تیار نہ کر سکا۔

یہ بات نہیں کہ میں خدا کے وجود پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا بلکہ مسیحیت کے عام رسوم اور کیتھولک عقائد مجھے اس قابل نہ بنا سکے کہ خدا کے موجود ہونے کو محسوس کر سکتا۔ میرا وجدان کہ خدا ایک ہے۔ عقیدۂ تثلیث کو تسلیم کرنے سے باز رکھنے کا موجب بنا اور نتیجہ میں الوہیت مسیح کے عقیدہ کو بھی قبول نہ کر سکا۔

اس وقت تک میں اسلام سے ناواقف تھا پھر بھی گویا کلمہ کے جزو لاالٰہ الا اللہ کے مفہوم پر میرا پختہ یقین تھا اور قرآن پاک کی آیات قل ھو اللہ احد ○ اللہ الصمد ○ لم یلد ○ ولم یولد ○ ولم یکن لہ کفوا احد ○ کو دل سے مانتا تھا۔

پہلی وجہ تو ظاہر ہے کہ خالص عقلیاتی بنیاد اور سائنٹیفک وجوہ کی بنا پر میں اسلام سے وابستہ ہوا۔ ہاں! اور بھی وجوہ ہیں جو مجھے اسلام قبول کرنے میں بڑے مائل کرتے رہے۔

مثال کے طور پر میرا مسیحی پادریوں کی اس حیثیت کو قبول کرنے سے انکار کہ انہیں خدا کی جانب سے بندہ کے گناہ معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یا پھر کیتھولک رسم عشائے ربانی جس میں مقدس روٹی جسد مسیح کی قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔ یہ رسم مجھے اُن قدیم الایام اجداد پرستوں کی یادگار نظر آتی ہے۔ جو عہد جہالت میں رائج تھی۔ خاندان کا ایک محافظ و مقتدا اوماں لیا جاتا تھا اور اس کی وفات پر اس کے مردہ جسم کو استعمال اسلیئے خوراک بنایا جاتا تھا کہ اس کی ذات و صفات خود میں منتقل ہو جائیں۔

دوسرا سبب جس نے مجھے مسیحیت دور رکھا وہ جسمانی صفائی و پاکیزگی کے تعلق سے اس کا سکوت و خاموشی ہے خصوصاً عبادت سے پہلے صفائی اور پاکیزگی کی قید نہیں۔ یہ نہیں ہمیشہ مجھے خدا کی جناب میں گستاخی نظر آئی۔ خدا نے ہمیں روح عطا فرمائی ہے تو جسم بھی دیا ہے۔ ہمیں یہ حق ہے نہیں ہے کہ ہم اس سے بے اعتنائی برتیں مسیحیت میں یہ بے اعتنائی جسمیں مخالفانہ رویہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

امریکہ میں شیطانی ٹولے کا ظہور

ترجمہ ——— نذیر احمد ندوی

مغربی تہذیب اپنے زوال کی کس منزل کو پہنچ چکی ہے۔ اس نے انسانیت کا کس طرح خون کیا ہے یہ اس یورپ کا حال ہے جس کا نام سن کر بہت سے لوگوں کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔ اس کا ایک نمونہ ذیل کی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں۔

شیطان گروہ کے حاشیہ بردار یا شیطانیت زدہ متعدد امریکہ میں سفاکی خوں ریزی بربریت و بہیمیت لڑکیوں کے اغواء اور ان کی عصمت دری و آبرو ریزی اور ان جیسے دیگر بھیانک و خوفناک جرائم کا ارتکاب بڑے پیمانے پر مستقل طور سے کر رہے ہیں۔

واشنگٹن ٹائمز (WASHINGTON TIMES) نے پولیس کے سامنے چشم دید گواہوں کے پیش کردہ بیانات کے حوالے سے ان جرائم کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے۔

"ریجنا" جو کہ ایک شیطانی گروہ میں ڈھائی سال تک بحیثیت ایک کارکن کے شریک کار رہ چکی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے بچشم خود گوشت و خون، قتل و غارت گری اور انسانی جانوں کی قربانی کے کئی ایک حادثات دیکھے جن میں بعض حادثات میں شیر خوار اور چھوٹے بچے بھی اس درندگی کا شکار ہوئے۔

قبر کو مت بھولو

ہو کے خاکی قبر کو مت بھولو
آخرت کے سفر کو مت بھولو
یہ جو دنیا ہے ایک رستہ ہے
تم مسافر ہو گھر کو مت بھولو

——— شاہین اقبال آثر کراچی

واشنگٹن ٹائمنر نے مزید لکھا ہے کہ اس قسم کے بیانات آئے دن ماہرین نفسیات ڈاکٹروں سماجی خدمات انجام دینے والوں اور دین داروں کو سننے کو ملتے ہیں۔ بالغ نوجوانوں نے جن میں اکثریت عورتوں کی ہے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ اس شیطانی گروہ میں شامل رہ چکے ہیں جو جنسی بے راہ روی، آدم خوری، خون آشامی اور پیشاب نوشی میں ملوث ہے ان نوجوانوں کا خیال ہے کہ وہ بسا اوقات صغر سنی یا زمانہ قبل از پیدائش ہی سے شیطانی سرگرمیوں کے شکار ہوئے۔

شکاگو کی ایک سماجی کارکن خاتون مسز ڈین ٹرایان کے بیان کے مطابق شیطانی گروہ سے وابستگی اور شمولیت سے دلچسپی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ملک کے ہر گوشہ میں یہی مشکل اور یکساں مسئلہ درپیش ہے لیکن شیطانیت کے شیوع اور رواج کے اسباب کا صحیح تخمینہ اور اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ ان میں سے اکثر سرگرمیاں انتہائی خفیہ اور پوشیدہ طور پر انجام پاتی تھیں۔

لوگوں کا خیال ہے کہ اس شیطانی گزرگاہ سے وابستگی بالخصوص نوجوانوں کی اس سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پس پردہ، منشیات و مسکرات کا استعمال اور جنسی اختلاط کے اسباب و محرکات کارفرما تھے۔

مسٹر ڈانتی وین کا مپسن جو ڈیفورمیں قائم شدہ ادارہ نفسیات برائے تحقیقات ماحولیات کے ڈائریکٹر ہیں انہوں نے کہا کہ آج کل بچے دنیا میں ایک مبہم طاقت کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے ہیں۔

شیطانیت کہتی ہے: تشدد اور سختی کا معاملہ کرو اگر تم اپنے اندر اس احساس کو پاتے ہو تو اسے عملی جامہ پہناؤ۔

شیطانی گروہ میں جو پختہ عمر کے نوجوان باقی رہ گئے تھے انہیں ان کے والدین اور دیگر اعزہ و اقارب جماعتوں کی شکل میں لے آئے ہیں۔ بہت سے واقعات میں ایسا ہوا کہ شیطانی گروہ کے بچے پر ہونے والے ظلم و زیادتی کی وجہ سے ان کے ماں باپ کو شک ہوا اس لئے وہ انہیں وہاں سے لے آئے۔

نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حبیبِ خالق و محبوب ذوالجلال ہیں آپ ﷺ
زمانے بھر کے حسینوں میں بے مثال ہیں آپ ﷺ

خدا کی شان میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ وارد !!
جہانِ خلق میں جس کی نہیں مثال ہیں آپ ﷺ

ہر ایک شئے سے فزوں تر کی یافت ممکن ہے
جواب جس کا نہیں ہے وہ خوش جمال ہیں آپ ﷺ

سوادِ نقطہ ہے مصحف کو باعثِ زینت
رُسُل کے روئے منوّر پہ مثلِ خال ہیں آپ ﷺ

شکستہ پر ہے تصوّر کا مرغ وا ماندہ !
ورائے وسعتِ پیمانِ قیل و قال ہیں آپ ﷺ

وہ نور جس سے ہے تاباں عذارِ ارض و سما
جہاں میں مظہرِ آں حسنِ لازوال ہیں آپ ﷺ

ہے سدرہ پہلا قدم جس کی رفعتوں کا امیں
بلند بال وہ مصباحِ ذی تعال ہیں آپ ﷺ !

خواجہ مصباح الدین ایم اے منڈیکے گورایہ

وارثو! اپنے محسن کا حق ادا کرو اور

ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرو

از محمد یوسف آسی
نواں جنڈانوالہ

مسلمانوں کو برحق مذہب اسلام کا حکم ہے کہ جب تم میں سے کسی صاحب جائیداد کا انتقال ہو جائے تو مرحوم کو مسنون طریقہ سے دفنانے کے بعد اس کے وارثوں کا پہلا فرض ہے کہ مرحوم کے ترکہ سے اس کا قرض ادا کریں۔ بعد ازاں مستحق وارثین اس کی جائیداد شرعی طریقہ سے لپنے میں بانٹ لیں۔ اس کے برعکس اگر وارثین مرحوم کا مرقد عالیشان بنا کر برادری کو خوش رکھنے کے لیے دعوت میں بھرپور خرچ کر دیں تو انجان لوگ لذیذ و پر لطف کھانے کھا کر بہت خوش ہو ہو کر وارثوں کا شکریہ ادا کریں گے لیکن اس محفل میں کوئی راز دان یہ پکار اٹھے کہ صاحبو وارثوں نے مرحوم کے مرقد کی تعمیر اور دعوت وغیرہ میں خرچ تو کیا ہے مگر مرحوم کے ذمے جو قرض تھا وہ کسی نے ادا نہ کیا جبکہ صاحب جائیداد کا کل مال آپس میں تقسیم کر لیا تو ذرا انصاف سے سوچو کہ اہل محفل کے دلوں میں یہ حقیقت جان کر مرحوم کی بے بسی اور وارثوں کی بے مروتی پر کیا جذبات ہوں گے اور اس قرض کے بوجھ سے مرحوم کی روح کیسے تڑپ رہی ہوگی۔ میرے وطن عزیز کے وارثوں کا بھی یہی حال ہے جس کی روشن مثال کروڑوں افراد کے سامنے ہے کہ اپنے قائد و محسن جناب محمد علی جناح صاحب اور ان کے معاونین صاحبان کی احسان مندیوں کے تذکرہ کا اقرار کرتے قوم تھکتی نہیں اور ان کی سعی و کوششوں کا حق بھی یہی ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے لیکن صد افسوس کہ ان کی جائیداد بیالیس سال سے برابر چھوٹے وارثوں میں تقسیم کی جارہی ہے، مگر مرحومین پر جو قرض تھا اس کی ادائیگی کسی وارث نے ابھی تک نہیں کی۔ یہ کیسی احسان مندی ہے۔ جس کی مخصوص ادائیں مرحومین کی روحوں کو تڑپائیں۔ تا حال جن محب الوطن افراد نے جب بھی اس ادائیگی کا مطالبہ کیا تو ان پر جھوٹے مقدمات بنا کر پابند سلاسل کیا گیا۔ بعض کو منزد رجود ہمراہ نے حبس بے جا میں رکھ کر بے بس قیدی بنایا۔ بعض خوش قسمت افراد نے اس جائز مطالبہ پر شہادت پائی۔

یوں تو وہ ہر محب الوطن پاکستانی وطن عزیز کا سچا وارث ہے جس کے آباؤ اجداد نے وطن کی آزادی کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیں لیکن صاحب اقتدار لوگوں پر اس قرض کی ادائیگی کی سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ کریم نے جس فرد کو دینی و دنیاوی جتنا بڑا مقام عطا فرمایا اس سے اتنے ہی درجے کا حساب لیا جائیگا اور آخرت کی جواب دہی پر ہر کامل مسلمان کا پختہ یقین ہے۔

تعمیر وطن کے مرحلہ سے لے کر آج تک جو بھی جماعت برسر اقتدار آئی۔ اس کا اقتدار پانے سے پہلے سب سے بلند و وزنی نعرہ نفاذ اسلام ہوتا ہے اور قرارداد مقاصد میں بھی یہی حقیقت ابھی تک موجود ہے۔ اس طرح ہر محب وطن جماعت کے منشور میں نفاذ اسلام کی شق موجود ہے لیکن اقتدار پالینے کے بعد نگاہیں اکثر ہی بدل جاتی ہیں اور نشہ اقتدار میں غفلت کی چادر تان کر جائز مطالبہ کرنیوالوں پر ان گنت زبان بندیاں کڑی پابندیوں کے پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں اگر اس حقیقت پر کسی دانشور کو شک ہے تو وہ علی الاعلان اس کا اظہار فرمائے کہ ہمارے منشور میں نفاذ اسلام کی دفعہ موجود نہیں تو اس کو پہلے ہی انتخاب میں پتہ چل جائے گا کہ نفاذ اسلام کے جذبات سے لبریز شوروغل میں اس دھوکہ بازی کیا کچھ اعتبار ہے۔

وطن عزیز کے مظلوم دامن پر جو افراتفری مچی ہوئی ہے طرح طرح کی وبائیں قسم قسم کی شر پسندیاں ہیں سب اس مقدس قرض کے ادا نہ کرنے کی شامت ہے۔ ان تمام بیماریوں کا واحد علاج نفاذ اسلام کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا مطالبہ کسی دنیاوی لالچ کے لیے قطعاً نہیں ہے بلکہ ہمارا نفاذ اسلام کا مطالبہ محسن پاکستان اور ان کے بانیوں اور باسیوں پر جو نفاذ اسلام کا قرض ہے اس کی ادائیگی کر کے اپنے محسنوں کو راحت پہنچانا ہے۔ ان کے مشن کو پورا کرنا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہر محب وطن پارٹی کے منشور کی دفعات میں سے ہے ہمارا مطالبہ قرارداد مقاصد کی اسلامی دفعات کی یاد دہانی اور ہر یوم آزادی کے مواقع پر جو عہد کیا جاتا ہے اس کو پورا کرنے کے عین مترادف ہے۔ یہی بگڑے ہوئے معاشرے کا علاج ہے۔ ہر محب وطن پاکستانی کو اس بات کا پورا پورا علم ہے کہ کفار کے علاوہ وطن عزیز کا پورے عالم میں بھی کوئی دشمن نہیں ہے۔ یہ اپنوں میں دشمنی کی رفتار کی تیزی اور اپنی غفلت و مفاد پرستی کا عریاں نتیجہ ہے۔ کتنے محب وطن میرے مسلمان بھائی تعلیم و تربیت میں اپنی پوری جوانی نثار کر تعلیم کی بڑی بڑی سندیں پاکر بھی بیروزگار پھرتے ہیں جن کے حقوق کو غیر مستحق سفارشی لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور حق دار لوگ اپنی قابلیت کی فائلیں ہاتھوں میں اٹھائے دفتروں کے چکر کاٹ کاٹ کر تھک جاتے ہیں جب ان کی بے بس فریادی نظریں اپنے ارمانوں کی لاشوں اور بوسیدہ کاغذی ڈگریوں پر پڑتی ہیں تو یہ مظلوم لوگ وطن اغیار میں جاکر دین دشمن لوگوں کی چاکری کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان کی مجبوریاں انہیں یہ دیکھنے کا موقع بھی نہیں دیتی کہ یہ تنخواہیں انکو محنت و مزدوری کے صلہ میں نہیں دی جاتی بلکہ تہذیب و اغیار اپنا کر اس کا کھلے بندوں پرچار کرنے پر یہ ایک راشی راشن کے طور پر دی جاتی ہے اور پھر یہ زخمی دل تہذیب اغیار کے تربیت یافتہ ہتھکنڈے نیک جذبات کو چاپلوس غلامی کی زنجیریں یا بے حیا حسن کی شراب سے معطری زلفیں جکڑ لیتی ہیں جن کی مدہوش نظروں میں فرنگی بے ایمان کے ناجائز منافقانہ حربے بھی کارنامے ہی نظر آتے ہیں ان سے محب وطن کے نیک جذبات اور ملت سے ہمدردی کی توقعات رکھنا بے سود ہے۔ صرف ایک مسلح افواج ہی کے قیمتی شعبے پر نظر دوڑائیے جہاں پرنکر ہی جہاد کو سینکڑوں بڑے بڑے عہدوں پر مسلط کر رکھا ہے جس کا عریاں نتیجہ روشن ضمیر و کھلی آنکھیں ملاحظہ فرما سکتی ہیں کہ دفاع وطن کے لیے سربراہان مسلح افواج کی جو خفیہ میٹنگیں ہوتی ہیں اسی محکمے سے منسلک ہمارے مسلمان بھائی بڑے بڑے عہدیداروں کو بھی انکا پتہ نہیں چلتا مگر اگلے روز وہی خفیہ راز باطل قوت اخبارات کی شہ سرخیوں میں شائع ہو جاتے ہیں۔ یہ گھناؤنے مجرم جیسے غدار کون لوگ ہیں جو ہر لمحہ ہمیں آپس میں لڑوا کر اپنے راشن میں اضافہ کر لیتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے وطن عزیز دشمن نبوتؐ کے سچے وارثوں کو اپنی بین الاقوامی گھناؤنی سازشوں سے پورے عالم میں بدنام کیا اور ہماری غفلت سے انکی زیر زمین سازشوں میں مزید اضافہ کے ساتھ شدت آرہی

ہے۔ یہ عیار لوگ اپنا بن کر بھی عیار کی چاپلوسی کرتے ہیں جن کا ضمیر غدارستی سے گوندھا گیا ہو، جن کی تربیت ملک توڑنے سازشی محفلوں میں پروان چڑھی ہو، جن کے پرتعفن ضمیر اغیار کے منحوس قدموں شراب سے لتھڑی زلفوں میں گروی رکھے ہوں جنہوں نے محسن کائنات فخر دو عالم رحمت اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلے دشمنوں کے نجس ہاتھوں میں اپنے ناپاک ہاتھ دے کر ملتِ اسلامیہ و ممالک اسلامیہ کی تباہی و بربادی کر نیکی حلفیہ قسمیں کھا رکھی ہوں ان نمک حراموں سے امید وفا رکھنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ دانش وری کی عظیم نعمت کی توہین ہے۔ اپنے بلند مقام علمے پر اسکی کھلی ناشکری ہے جیسی طرح نیم پاگل اور جاہل حکیموں کے دماغی فتور سے تراشے غلط نسخوں میں مریضوں کی موت پوشیدہ ہوتی ہے اس طرح متعصب و مصنوعی دانش وروں کے ضدی پن اور کامل عقلمندوں کی غفلت میں ملت کی تباہی و بربادی کے اسباب چھپے ہوتے ہیں مرزائیوں سے ہماری کھلی دشمنی اس وقت تک برقرار رہے گی بلکہ شدت اختیار کر جائے گی جب تک وہ مرزا قادیانی کذاب خانہ خراب پر کھلے بندوں لعنت و پھٹکار بھیج کر برا غلیظ پر تعفن ارتدادی راستہ چھوڑ کر محبوب خدا خاتم الانبیاء رسول عربی تاجدار مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی میں پناہ نہیں لیتے اگر انہیں مسلمانوں سے توقع ہے تو وہ بڑا راستہ چھوڑ کر بھلا راستہ اپنائیں تو ہم اسے باادب ہو کر قرآن و احادیث مبارکہ و اجماع امت کے مستند فیصلوں سے مرزائیوں کے کفریہ ارتدادی عقائد جتا کر عریاں مرتد و زندیق ثابت کرتے ہیں اور کر بھی چکے ہیں ورنہ وہ دانشور مرزائی نوازی چھوڑ نہیں بتلائے کہ مرتد کو نوازنا اس کی ہاں میں ہاں ملانا۔ اسکو بڑی بڑی مراعات دینا نازک و حساس ترین عہدوں پر انہیں مسلط کرنا، شرعی قانون میں اسکی کوئی ادنیٰ مثال ہے اگر نہیں اور واقعی نہیں تو اس حقیقت دیکھتے ہوئے سابقہ کوتاہیوں کا ازالہ تو درکنار اقوام متحدہ کی اسمبلی میں کروڑوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر ایک مرتد کو کیوں بھیجا گیا۔ وزیر اعظم صاحبہ کی تقریر لکھنے پر ایک مرتد کو کیوں مسلط کیا گیا کیا کوئی مسلمان پورے وطن میں اس قابل نہیں ہے اور جس کے اپنے باطل عقائد ہیں مسلمانوں

باقی صفحہ ۲۶ پر

جماعتی رفقاء، لائبریریوں کے انچارج اور اہل علم حضرات سے ایک دردمندانہ درخواست

رد قادیانیت پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ صدی میں اتنا لکھا ہے کہ اس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ رد قادیانیت کی کتابوں کے تعارف پر فقیر نے کام شروع کیا جو گذشتہ ایک سال سے جاری ہے۔ اس کے لئے پاکستان کے متعدد ذاتی و قومی کتب خانوں کی گرد جھاڑی۔ اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے کہ اس وقت تک ساڑھے آٹھ سو کتب و رسائل کے تعارف کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ تعارف میں کتاب کا نام مصنف، صفحات، سن اشاعت اور موضوع مباحث کی پوری تفصیل آ گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان کی لائبریری میں اس عنوان پر اتنا ذخیرہ کتب ہے کہ اتنا شاید دنیا کی کسی لائبریری میں نہ ہو۔ تاہم یہ بھی واقعہ ہے کہ اس عنوان پر لکھی گئی کتب و رسائل کی بہت بڑی تعداد ہماری دسترس سے اس وقت بھی باہر ہے۔

اسلئے جماعتی رفقاء، قومی لائبریریوں کے انچارج حضرات، اور اہل علم سے درخواست ہے کہ ان کے پاس رد قادیانیت پر جتنی کتابیں ہوں ان کی فہرست کتاب کا نام مع مصنف کے کوائف مرتب کر کے ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔ یہ ایک بہت بڑی قومی خدمت ہوگی آپ کی مرسلہ فہرست میں کوئی ایسی کتاب ہوئی جس کے دیکھنے کی ضرورت ہوگی تو فقیر خود حاضری دے گا بہت ہی زیادہ تاکید و ادب کے ساتھ،

آپ کا فقیر: اللہ وسایا

• کیا یہ کتاب آپ کے پاس ہے؟ •

حضرت مولانا محمد علی مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت کی تردید میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے اتنی رسائل و کتابیں لکھیں اور اپنے حلقہ سے لکھوائیں کہ اس پر وہ پوری امت کی طرف سے تشکر کے مستحق ہیں آپ کے زمانہ میں رد قادیانیت کے تعارف و فہرست پر مشتمل ایک کتاب لکھی گئی جو خانقاہ مونگیر بھارت سے شائع ہوئی جس کا نام "حفاظت ایمان کی کتابیں" تھا اسی کتاب سے رد قادیانیت کی کتابوں کی فہرست حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قائد قادیان میں بھی دی ہے۔ "حفاظت ایمان کی کتابیں" نامی کتاب ہمارے مرکزی دفتر ملتان کی لائبریری کے لئے درکار ہے اندرون ملک یا بیرون ملک بالخصوص انڈیا کے جس عالم دین کی لائبریری میں یہ کتاب ہو اصل یا فوٹو سٹیٹ ذیل کے پتہ پر مہیا کر کے ممنون احسان فرمائیں

والسلام

(مولانا) اللہ وسایا دفتر ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

بابری مسجد
حقائق کے آئینے میں

بابری مسجد کے بارے میں ممالک اسلامیہ کی ذمہ داری

حافظ محمد اقبال رنگونی
مانچسٹر

ہندوستان میں بابری مسجد کے تنازعہ نے پھر سے ایک مرتبہ مسلم کش فسادات کے لئے راہ ہموار کر لی ہے اور ہزاروں انتہا پسند ہندوؤں اور ان کے لیڈروں نے اجودھیا شہر میں جمع ہو کر بابری مسجد کے قریب نہ صرف مندر کا سنگ بنیاد رکھ دیا بلکہ ہوا میں مورتی اور تلوار لہرا کر اور اشتعال انگیز تقاریر کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا کہ ہم عنقریب بابری مسجد کو مسمار کر کے اس پر رام جنم بھومی کی شاندار یادگار عمارت بنائیں گے اس اعلان سے اجودھیا شہر کی فضا میں سخت کشیدگی پائی جا رہی ہے نفرت عداوت حسد و بغض انتہائی عروج پر ہے اہل اسلام پر یہ حالات بڑے سخت گزر رہے ہیں اس کے لئے ہندو انتہا پسند تنظیموں کو پولیس بھی بھرپور حمایت کر رہی ہے۔

انتہا پسند ہندوؤں نے محض چند مفروضات کی روشنی میں اس جگہ کو رام کی جائے پیدائش قرار دینے کے لئے جو کھیل کھیلنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی تعصب، تاریخی حقائق سے جہالت اور اپنے جذبات کی تسکین ہی پر مبنی ہے ان کے تمام عقائد و نظریات کو اگر تاریخی حقائق کے ترازو پر تولا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ محض مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے اور ان کے تاریخی مقامات کو مسمار کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور انتہا پسندوں کی یہی منزل مقصود ہے۔ آئیے ہم چند نظریات تاریخی حقائق کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

۱ انتہا پسند ہندوؤں کا کہنا ہے کہ جس جگہ بابری مسجد ہے یہ دراصل رام کی جنم بھومی (PLACE OF BIRTH) تھی اس لئے ہندو اس کا حق رکھتے ہیں کہ یہاں رام کی جنم بھومی کو ایک تاریخی مندر میں تبدیل کر دیں۔

الجواب ۱۔ ہندوؤں کا یہ نظریہ ان کی جہالت و ناواقفیت کی دلیل ہے جس گروہ کو اپنے رام کی جائے پیدائش ہی کا صحیح پتہ نہ ہو اندازہ فرمائیے کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ پوری قوم کے پاس اس بات کی کوئی واضح دلیل نہیں کہ یہ ہی جگہ رام کی جنم بھومی ہے تاریخی آثار و قرائن بھی اس نظریہ کی صحت کے منکر ہیں اور غیر متعصب ہندو اسکالر برملا اعتراف کرتے ہیں چنانچہ دہلی یونیورسٹی کے ڈاکٹر آر ایل شکلا نے ۱۹۸۴ء میں " رام کی نگری اجودھیا سچ یا جھوٹ " کے عنوان پر ایک مقالہ تحریر کیا جس میں عقلی و نقلی یعنی تاریخی مستند حوالوں کے ذریعہ اس کی صراحۃً تردید کی ہے کہ رام کی جائے پیدائش یہ جگہ ہے ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ اس قسم کا نظریہ رکھتے ہیں ان کے پاس نہ تو قدیم ادب سے کوئی دلیل ملتی ہے اور نہ ہی آثار قدیمہ اس کی صحت کا اقرار کرتے ہیں یہ لوگ بلا دلیل ہی اس جگہ کو رام کی جائے پیدائش قرار دے رہے ہیں (دیکھئے ایک سنواد ماہ نومبر ۸۸ء صفحہ ۱۲) اس طرح شملہ INDIAN INSTITUTE AND STUDY کے پروفیسر بی بی لعل نے بھی صراحت کی ہے کہ اجودھیا رام کی جائے پیدائش نہیں ہو سکتی (دیکھئے ہفت روزہ نئی دنیا دہلی مارچ ۸۹ء) اسی طرح ڈاکٹر شرما کے نزدیک بھی اس جگہ کو رام کی جنم بھومی ماننا غلط اور تاریخی قرائن کے خلاف ہے (ایضاً ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء) ان اعترافات کے بعد اب اس استدلال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی کہ چونکہ یہ رام کی جائے پیدائش ہے اس لئے اسے تاریخی مندر میں تبدیل کیا جائے انتہا پسند ہندوؤں کا یہ مطالبہ اور زور دار اعلان انتہائی مضحکہ خیز اور اس کی حیثیت دیو مالائی افسانے سے زیادہ نہیں۔

۲ انتہا پسند ہندوؤں کا نظریہ یہ ہے کہ بابری مسجد کی جگہ پہلے ایک مندر تھا جب بابر یہاں آیا تو اس نے اس مندر کو مسمار کر کے اس کے ملبے پر ایک مسجد تعمیر کرائی جس کا نام بابری مسجد ہے ماہنامہ اتر پردیش نے اپریل ۸۴ء کے شمارہ میں اسی نظریہ کو تحریری طور پر پیش کر کے ہندوؤں کے جذبات سے کھیلنے کی ایک مذموم کوشش کی ہے۔

الجواب ۱۔ ہندوؤں کا یہ نظریہ بھی انتہائی جہالت تاریخی حقائق سے عدم واقفیت اور جھوٹ پر مبنی ہے ان لوگوں نے " جس کی گردن موٹی وہی پھانسی پائے " کے مطابق بابری مسجد کے نام میں لفظ بابر کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ یہ ساری شرارت و کارروائی بابر کی ہے اور اپنے سارے منصوبوں کی بنیاد اسی افسانے پر اٹھائی گئی ہے اس لئے تاریخی طور پر ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ بابر کا اجودھیا سے کیا تعلق رہا؟ کیا وہ کبھی اس جگہ آیا تھا؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے اگر یہ ساری کارروائی کی ہے تو پھر مسئلہ کی نوعیت اور ہونی چاہئے اور اگر یہ تاریخی طور پر ثابت ہو جائے کہ مندر مسمار کر کے بنانا تو درکنار اس کا یہاں آنا ہی نہ ہوا تھا تو پھر یہ واضح ہو جائے گا کہ شروع سے لے کر آج تک اس مسئلہ کی ساری کارروائیاں جاہلانہ اور ہندوانہ ذہنیت کی پستی کے طور پر ہو رہی تھیں جس میں حکومت پولیس جج اور سارے لوگ برابر کے ملوث اور شریک تھے اور باقاعدہ ایک سازش کے تحت یہ پلان بنایا گیا تھا۔

ہندوستان کی تاریخ پر لکھنے والے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم سب اس بات کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ بابر کی سوانح حیات پر یوں تو بہت کتابیں لکھی گئیں ہیں لیکن سب سے مستند وہ تاریخ ہے جو خود بابر نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اور یہ روزنامچہ ہے جو اس نے ۸۹۲ھ سے جب کہ اس کی عمر صرف ۱۲ برس کی تھی لکھنا شروع کیا اور اپنے انتقال سے صرف چھ ماہ قبل یعنی ۹۳۶ھ تک اس سوانحی روزنامچہ کو برابر لکھتا رہا۔ اس کی آخری تحریر ۳ محرم ۹۳۶ھ کی ملتی ہے اس تاریخی روزنامچہ میں اس نے اپنی زندگی میں پیش آنے والے ہر اہم و غیر اہم واقعات و حالات کو بڑی تفصیل سے تحریر کیا ہے اپنے سفر کے دوران جن جن چیزوں سے واسطہ پڑا وہ

بھی تحریر میں لایا حتیٰ کہ وہاں کے عوام، جانوروں کی اقسام باغات و عمارات کا تذکرہ بھی کر دیا یہ روزنامچہ "تزک بابری" کے نام سے عام دستیاب ہے۔ جس کا فارسی انگریزی اور اردو میں بھی ترجمہ کیا جا چکا ہے۔

البتہ اسی کتاب میں ۹۳۵ھ کے واقعات کے ضمن میں ایک جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجودھیا سے تین کوس (تقریباً چھ میل) دور ایک مقام سارو میں ایک بغاوت کو دور کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ جب بغاوت کا خاتمہ ہوا تو وہ وہیں سے واپس الہ آباد کے راستے وکڑہ چلا گیا جہاں ایک اور بغاوت پھیلی تھی وہاں سے فراغت کے بعد واپس لوٹے بھی تو اجودھیا سے کافی دور کنیرہ نامی گاؤں جو فتح پور کے علاقے میں کسی جگہ ہے شہر کو روانہ ہو گیا اور اس جگہ کا حاکم "میر باقی اصفہانی" کو مقرر کر دیا (دیکھئے بابرنامہ اردو ص ۳۳۹) ان دو تحریروں کے علاوہ پوری کتاب میں کسی مقام پر بھی یہ نہیں ہے کہ بابر اجودھیا آیا اور اس نے مندر کو توڑ کر مسجد میں تبدیل کر دیا۔ ہندوستان کے غیر مسلم اور متعصب ہندو مورخین جدونا تھ سرکار وغیرہ وغیرہ اور انگریز مورخ الیٹ اور ڈاؤسن نے بھی بابر کے حالات میں کسی مقام پر مندر شکنی کا کوئی واقعہ نہیں لکھا حالانکہ یہ مورخین معمولی بات کا بھی تنگڑ بنا کر پیش کرنے بالخصوص مسلم حکمرانوں کے بارے میں تو بڑے پیش پیش رہتے ہیں۔

اس تاریخی شواہد کے علاوہ تصویر کے دوسرے رخ پر نظر کی جائے تو بھی واضح ہوگا کہ بابر جس ذہن و مزاج کا آدمی تھا اس سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اس نے کسی مندر شکنی کا ارتکاب کیا ہو ہندوستان کے سابق صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد نے INDIA DIVIDED کے ص ۳۹ پر بابر کی وہ وصیت نقل کی ہے جو اس نے اپنے بڑے بیٹے ہمایوں کے لئے لکھوائی تھی جس میں اس نے ہندوؤں کے ساتھ مندروں کو منہدم کرنے کی ممانعت مذہبی تعصبات سے پاک رہنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ گائے کی قربانی کو چھوڑنے کی بھی تاکید کی اسی طرح پروفیسر شری رام شرما اپنی مشہور کتاب "مغل امپائر ان انڈیا" میں بھی لکھتے ہیں کہ بابر نے کسی مندر کو منہدم نہیں کیا نہ ہی ہندو کو ہندو ہونے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی (ص ۵۵) کیا اس کے بعد بھی کوئی ذی شعور یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ بابر نے مندر توڑ کر مسجد میں تبدیل کر لیا۔ اس لئے اس مسجد کو گرایا جائے۔

ان حقائق کی تفصیل کے بعد یہ بات حل طلب ہوگی کہ آخر اس مسجد کا بانی کون تھا؟ تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدیر ماہنامہ دارالعلوم تاریخی حوالوں اور کتبات کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

یہ کتبے آج بھی شہادت دے رہے ہیں کہ بابری مسجد اجودھیا کا بانی شاہ بابر نہیں بلکہ اس کا ایک امیر سید میر باقی اصفہانی تھا جسے بابر نے ۹۳۵ھ میں علاقہ اودھ کا حاکم مقرر کیا تھا میر باقی نے اس تقرری کی یادگار کے طور پر اس مسجد کی تعمیر کرائی تھی (ماہنامہ دارالعلوم اشاعت خصوصی مسلم پرسنل لا نمبر مارچ ۸۹ء ص ۱۲)

باقی رہ گیا مسئلہ بابری مسجد کو مقفل کرنے اس میں مورتی نصب کرنے۔ مقدمہ دائر کرنے اور پولیس و حکومت و مجسٹریٹ کی شریرانہ کارروائی کا تو یہ الگ داستان ہے اور یہ سب اسی بنیاد پر ہے کہ یہ جگہ مندر تھی اب جبکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ نہ تو یہ جگہ رام کی جائے پیدائش ہے اور نہ ہی بابر نے مندر توڑ کر مسجد میں تبدیل کر لیا تھا تو پھر اس ساری کارروائیوں کا مقصد بس ایک ہی تھا اور وہ شرارت تعصب نفرت و عداوت اور اہل اسلام پر مصائب کے پہاڑ توڑنا ہے اور آج بھی ہندوستان کی حکومت اس کی پولیس اور اس کے لیڈر اسی عنوان کو مختلف انداز میں بار بار سامنے لا رہے ہیں۔

دنیا کی وہ حکومتیں جو جمہوریت کے نام پر بڑے کارنامے سرانجام دینے کا دعویٰ کرتی ہیں خدا معلوم اس مسئلہ میں ان کی کونسی مصلحت پوشیدہ ہے انہیں اس بات کی ذرہ بھر توفیق نہیں ہوتی کہ ہندوستان کی حکومت کو اس مسئلہ پر مجبور کرے کہ یہ جگہ تاریخی طور پر مسجد ہے تو اسے مسجد ہی رہنے دیا جائے نہ کہ اسے مقفل کر کے اس میں مورتی نصب کر کے اس پر مندر بنانے کا منصوبہ بنایا جائے۔ اعداء اسلام اسلامی ممالک میں تو جمہوریت کے لئے بڑے پیچ و تاب ہو جاتے ہیں لیکن جبکہ یہی بلکہ اس سے عظیم شرارت کوئی غیر مسلم کرتا ہے تو اس پر ایسے خاموش کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

الکفر ملۃ واحدۃ کیا مقام عبرت ہے اب بھی اگر اسلامی ممالک کی آنکھیں نہ کھلیں تو پھر کس بڑی سختی کا انتظار ہے۔

ہندوستان کی حکومت نے اس مسئلہ کو غیر اہم اور نہایت معمولی ثابت کرنے کے لئے بڑی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے تاکہ باہر کی دنیا میں اس کا خاطر خواہ اثر نہ ہو سکے پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر مسٹر ڈکشٹ نے کہا کہ بابری مسجد کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے کیونکہ بھارت میں متعدد مقامات ایسے ہیں جن کے قریب مندر بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ (جنگ لندن ۲۳ نومبر ۸۹ء) بھارتی ہائی کمشنر کے اس بیان میں بھی یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ اس معاملہ کو ہندوستان کی ہی حکومت پر چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں لیکن ان سے کوئی پوچھے کہ یہ جب مسئلہ اہم نہیں ہے تو آخر اجودھیا شہر میں یہ آگ و خون کی ہولی کس لئے کھیلی گئی اور ہزاروں ہندوؤں نے ننگی تلواریں نکال کر کیوں اعلان جنگ شروع کر دیا آخر پولیس کی اتنی بڑی تعداد کیوں متعین کی گئی کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے اگر مسئلہ اہم نہ تھا تو یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے؟ پھر یہ کہا کہ مندر اور مسجد قریب قریب کئی ہیں تو اس کا کس نے انکار کیا ہے لیکن کیا بابری مسجد کا مسئلہ اسی نوعیت کا ہے؟ آخر بقول آپ کے کہ متعدد مقامات پر ایسا ہے تو وہاں یہ اجتماع اور یہ عظیم تنازعہ کس لئے وجود میں نہیں آیا؟ آخر بابری مسجد ہی میں یہ تنازعہ کس لئے ہے؟ اگر مسجد اور مندر ہی کا مسئلہ ہوتا تو اور بھی بے شمار مقامات پر اسی قسم کا فساد جنم لیتا لیکن ایسا نہیں ہوا تو غور کرنے کی بات ہے کہ اس مقام پر ہندوؤں نے یہ شور کس لئے مچا رکھا ہے۔ یہاں کا مسئلہ مسجد کے قریب مندر بنانے کا نہیں بلکہ مسجد میں ظالمانہ و جابرانہ طور پر مورتی نصب کرنے اور پھر اس مسجد کو شہید کر کے مندر بنانے کا ہے بھارتی ہائی کمشنر نے اس مسئلہ میں مغالطہ دینے کی جو کوشش کی ہے وہ ان کے راز اندروں کو بالکل بے نقاب کر رہی ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

ہماری تمام ممالک اسلامیہ سے استدعا اور گزارش ہے کہ اس عظیم مسئلہ کو اپنی مقدور بھر کوشش کے ساتھ ختم کرائیں اگر حکومت ہند اس تنازعہ کو ختم کرنے میں کسی دلچسپی کا اظہار نہ کرے (جیسا کہ واضح ہے) تو سب سے

باقی صفحہ ۲۶ پر

غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً جائز ہے

مرتبہ: مولانا مفتی محمد انور

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کمشنری بازار میں ایک پلاٹ بھگتوں کی ملکیت تھا۔ جو انہوں نے گرودوارہ اور شادی گھر رفاہ عامہ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تقسیم کے بعد بطور مسجد کے مہاجر مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اسی دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کی وہاں تقریر بھی ہوئی۔ پھر ۱۹۶۵ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو یہ پلاٹ بطور مسجد کے ناجائز قبضہ کے طور پر دے دیا جب کہ محکمہ متروکہ وقف املاک بھی نہیں بنا تھا۔ مگر ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو نکال دیا جس کے بعد مسلمانوں نے اس میں نمازیں ادا کیں جیسا کہ ڈاکٹر مولا بخش نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جو درخواست دی اس میں تصریح ہے کہ ہم نے ناجائز قبضہ کیا تھا۔ اور اصل میں مسلمانوں کی مسجد تھی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک حکم کے ذریعہ غیر مسلم متروکہ اوقاف پر تعمیر شدہ مساجد، مدارس، امام باڑے اور دینی ادارے منتقل کر دینے کا حکم دیا جس پر چیف سیکرٹری متروکہ اوقاف لاہور پاکستان نے عمل درآمد کرایا۔

اب انتظامیہ (غیر مسلم اوقاف) مسلمانوں کو مسجد کا قبضہ نہیں دے رہی اور بجائے مسجد کے (۲۰۱۲ ری) میں دفتر بنانا چاہتے ہیں جبکہ موقع پر "مسجد" "ختم نبوت" محراب و منبر، مینار اور وضو سب چیزیں موجود ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے کہ مذکورہ جگہ اور تعمیر شدہ شرعاً مسجد ہے یا نہیں ——؟ نیز محکمہ متروکہ وقف املاک کو کیا مداخلت کا حق حاصل ہے یا نہیں ——

المستفتی:
محمد ریاض الحسن گنگوہی ——
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازیخان

واللہ هو الملهم للحق والصواب —— اما بعد:

الجواب: مسئولہ مسجد شرعاً مسجد ہے اس لئے کہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی ابتدائی بنیاد مسلمانوں کی رکھی ہوئی ہے۔ اور اسکی قدیم سے نسبت اسماعیل خان نامی شخص کی طرف اسکے بانی اول پر دلیل ہے اور اس نوع کے مسائل میں اتنی بھی ترجیح شرعاً مکمل شہادت ہے

مما لا يخفى على من به ممارسة في مضابط الشرع ....

اور مسلمانوں کے تعمیر کردہ شہر میں غیر مسلم عبادت گاہوں کی کوئی وجودی حیثیت نہیں

لا احداث لا بقاء —— امصار المسلمين ثلاثة احدها ما مصره المسلمون كالكوفة والبصرة وبغداد وواسط فلا يجوز فيها احداث بيعة ولا كنيسة ولا مجتمع صلاتهم ولا صومعة باجماع اهل العلم الخ فتح القدير —— وغير ذلك من كتب المذهب ——

تو اس قطعہ کی شرعی حیثیت گردوارہ کی نہ تھی بلکہ املاک رسیدہ میں سے ایک سفید قطعہ غیر مملوکہ کی تھی جو مسلم آبادی وغیرہ کے وسط میں واقع تھی۔ اور ایسے قطعات پر سربراہ مسلم حقوق شہریت کے اندر رہتے ہوئے مسلم سرکار کو حاصل ہے۔ کما فی کتب احیاء الموات۔ تو ابتداءً اس قطعہ کو مسلمانوں کے جائے نماز مقرر کرنے میں کوئی شرعی مخالفت نہ تھی۔ پھر مسلم سرکار کی اس قطعہ کی تقرری برائے مسجد صحیح ہے کہ اسے یہ اختیار حاصل ہے اور اس مسجد پر تولیت (سربراہی) جو گورنمنٹ نے غیر مسلموں کو سونپی، صحیح نہیں یا کالعدم ہے کہ یہ معاذ گورنمنٹ کے اختیار سے باہر ہے۔ پھر ۱۹۸۲ء میں جو غیر مسلموں کی مسجد پر تولیت ختم کر دی گئی، صحیح ہے رجوع الی الاصل ہے کہ غیر مسلم مسجد کی تولیت کا اہل ہی نہیں ہے۔ الجزء ۱۰ سورۃ توبہ آیۃ نمبر ۱۷، ۱۸ وهكذا فی التفاسير۔ اور اس مسجد پر جو قادیانیوں نے خرچ کیا ہے اسکی وجہ سے اس خطہ کے مسجد ہونے کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ قادیانی ایک ایسا غیر مسلم فرقہ ہے کہ جس کے بنیادی مذہبی دستور میں مسجد بنانا کار ثواب ہے (قربۃ ہے) بعینہٖ ایسا جیسا کہ یہودی و عیسائی بیت المقدس پر خرچ کرنا قربت سمجھتے یا کفار مکہ بیت اللہ پر خرچ کرنا قربت سمجھتے تھے، یہ الگ بات ہے کہ یہ کفار کے حق میں باعث اجر نہیں۔ لیکن جو شئی مسلم اور غیر مسلم دونوں کے نزدیک کار ثواب ہے اس پر غیر مسلم کے خرچ کر لینے سے اس شئی کی حیثیت میں فرق نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ بیت المقدس کی کافروں والی تعمیر کو باقی رکھا گیا اور یہی شرعی قانون ہے۔

بخلاف الذمي لما في البحر وغيره ان شرط وقف الذمي ان يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء او على مسجد القدس الخ —— شامی ۳۴۱/۳ طبع جدید قاہرہ وهكذا في عالمگیری ——

اگر قادیانی غیر مسلم فرقے کے بنیادی عقائد میں اسلامی طرز کی مساجد بنانا قربۃ نہ ہوتی تو پھر اس مسجد کی تعمیری سامان میں قادیانیوں کی خرچ کردہ ان کی ملکیت ہوتی اور وہ اپنی تعمیر کو اٹھا لیتے۔ کما في العالمگیریۃ۔ ولو جعل الذمي داره مسجداً۔ الخ ص ۳۵۳۔

تاہم اس خطۂ زمین کا بھی مسجد ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ جعلتہٗ مسجداً پر لینے سے مسجد ہو جاتی ہے اور یہی معتبر حکم ہے۔ بشرطیکہ قائل اس کا اہل ہو کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ نیز یہ مسجد ظاہری، خفیہ طور پر مذہب اسلام کے خلاف قلعہ کفر و کمین گاہ کے طور پر بھی نہ ہو۔ لہٰذا یہ مسئولہ مسجد ہی ہے کیونکہ اس وقت کی مسلم گورنمنٹ نے مسجد بنائی تھی نہ کہ کفر پر قلعہ یا باعتبار ظاہر کے ہے اور شرعی احکام کا محل و مدار بھی ظاہری حالات ہی ہوتے ہیں۔ واما في الحقيقة فمرد الله تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح ——

عبدالرحمن غفرلہ
صدر تخصص فی الفقہ
جامعہ قاسم العلوم، ملتان

کمافی فتاوی دارالعلوم دیوبند، وکفایت المفتی
وعزیز الفتاوی، وفتاوی محمودیہ وغیرہ، فقط
منظور احمد نائب مفتی جامعہ قاسم العلوم

۳ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۸۹ء

الجواب: ما تحاتی لحاظ سے جبکہ مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت تھی اور انہوں نے اس غیر مملوکہ جگہ کو اپنی انتہائی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مخصوص کر لیا اور اس پر باقاعدہ نماز با جماعت ہوتی رہی اور اس سے رفاہِ عامہ کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی تو شرعی اصول و قواعد کے مطابق مذکورہ جگہ مسجد شرعی بن گئی لہٰذا اب اسے بدستور مسلمانوں کے لئے مسجد ہی باقی رکھنا ضروری ہے۔

بحرالرائق ص ۲۴۹ ج ۵ میں ہے۔

وفي الخانية طريق للعامة وهي واسع فبنى فيه اهل المحلة مسجداً للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس به وهكذا روي عن ابي حنيفة ومحمد لان الطريق للمسلمين والمسجد لهم ايضاً

اور خانیہ میں ہے کہ عام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستہ کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہیں کی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۴۵۶ جلد ۲ میں مرقوم ہے

ذکر فی المنتقی عن محمدؒ فی الطریق الواسع بنی فیہ اھل المحلۃ مسجداً وذٰلک لا یضر بالطریق فمنعھم رجل فلا بأس ان یبنوا۔

منتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمدورفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۴۵۷ جلد ۲ میں ہے:

من الغیاثیۃ نھر قریۃ اھل قریۃ فارادت جماعۃ ان یبنوا علیہ مسجداً فلا بأس بہ۔

فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد تعمیر کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جزئیات بالا کے تحت جب یہ جگہ مسلمانوں کی مسجد بن چکی تو اب احمدی فرقہ کا ناجائز طور پر اپنے نام میں انتقال کروانا یا اپنا عبادت خانہ بنانا ناجائز تھا اور پھر خصوصاً جبکہ انتقال ۱۹۳۸ء میں انہیں ناجائز قابض سمجھتے ہوئے بے دخل کر دیا اور قبضہ کسی اور کو دلا دیا پھر اس کے بعد ۱۹۶۸ء سے آخر تک اس پر مسجد ختم نبوت کا بورڈ آویزاں رہا ہے تو اب حق یہی ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اس کی دینی اوقاف یعنی مسجد والی بحال رہنی چاہیئے تفصیل بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی قانونی موشگافی سے اس کی مسجدیت کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور اسے دفتری مقاصد کے لئے استعمال کرنا درست نہ ہوگا۔ مروجہ قانون کے مطابق اس کی الاٹمنٹ وغیرہ میں اگر کوئی قانونی کمی ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ نہ یہ کہ اس کی مسجدیت کو ہی ختم کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

احقر
محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس۔ ملتان

الجواب صحیح:
بندہ عبدالستار صدر مفتی
جامعہ خیر المدارس۔ ملتان

الجواب صحیح:
بندہ محمد عبداللہ نائب مفتی
خیر المدارس۔ ملتان

الجواب صحیح:
محمد صدیق مدرس جامعہ خیر المدارس
ناظم اعلیٰ خیر المدارس۔ ملتان

الجواب صحیح
محمد حنیف جالندھری مہتمم
جامعہ خیر المدارس۔ ملتان

مرزا قادیانی مثیلِ مسیح نہیں

تحریر
ابو حبیب اللہ
امرتسری

مرزا صاحب کا دعوےٰ کتاب ازالہ اوہام (طبع اول) میں مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

"وہ مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ عاجز ہی ہے"

(جلد دوم صفحہ ۶۸۳)

"سو مسیح موعود جس نے اپنے تئیں ظاہر کیا وہ یہی عاجز ہے" (صفحہ ۶۸۴)

دعوے کی تشریح

کتاب تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۱ و کتاب غسل مصفےٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ پر بحوالہ اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء لکھا ہے۔

"اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوےٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ ہے"

مشابہت تامہ

(۱) کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۹ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے"

(۲) کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۴۹ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے"

اقول

حق بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم سے مشابہت تامہ نہیں ہے اور مرزا صاحب حضرت مسیح ناصری کے مثیل نہ تھے جیسا کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ثابت ہوتا ہے۔ دائیں طرف حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق جو اقوال درج ہیں وہ مرزائی لٹریچر کے حوالوں سے لکھے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح ابن مریم رسول ربانی (ازروئے مرزائی لٹریچر)	مرزا غلام احمد قادیانی
(۱) حضرت عیسیٰ ابن مریم باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۹)	(۱) جناب مرزا غلام احمد صاحب کے باپ کا نام غلام مرتضےٰ تھا۔ (کشف الغطا صفحہ ۲)
(۲) حضرت مسیح علیہ السلام نے مہد میں باتیں کیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۹)	(۲) مرزا صاحب نے مہد میں باتیں نہیں کیں۔
(۳) حضرت مسیح کی کوئی بیوی نہیں تھی۔ (رسالہ ریویو بابت ماہ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲۲)	(۳) جناب مرزا صاحب کی شادی ہوئی تھی اور آپ کی بیویاں تھیں۔
(۴) حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (تریاق القلوب صفحہ ۹۹ کا حاشیہ و مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)	(۴) مرزا صاحب کے ہاں کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئی ہیں۔
(۵) بقول مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح صفحہ ۶۵ کا حاشیہ)	(۵) مرزا صاحب شراب نہ پیا کرتے تھے نہ کسی بیماری کی وجہ سے نہ کسی پرانی عادت کی وجہ سے
(۶) بقول مرزا صاحب یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ (ست بچن صفحہ ۱۷۱ کا حاشیہ)	(۶) مرزا صاحب کو مرگی کی بیماری نہ تھی۔
(۷) بقول مرزا صاحب حضرت مسیح مسمریزم میں مشق کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۲ کا حاشیہ)	(۷) مرزا صاحب کو مسمریزم نہ آتا تھا بلکہ آپ اس عمل کو قابل نفرت اور مکروہ سمجھتے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ کا حاشیہ)
(۸) بقول مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۲ ½ سال کی عمر میں پھانسی پر چڑھائے	(۸) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ ایسا واقعہ کبھی پیش نہ آیا تھا

گئے تھے۔ (تحفہ گولڑویہ طبع ثانی صفحہ ۱۴۲)

(۹) بقول مرزا صاحب حضرت مسیحؑ صلیب پر مرے نہ تھے۔ البتہ بیہوش ہو گئے تھے اور مرہم عیسیٰ سے آپ کا علاج کیا گیا تھا۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۴ تا ۵۶)

(۱۰) کتاب مسیح ہندوستان میں کے صفحہ ۵۳ پر ہے کہ مسیحؑ نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی اس لئے نبی سیاح کہلائے اور صفحہ ۶۵ تا ۷۰ کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحؑ نے صلیبی واقعہ کے بعد شام سے نکل کر ملک عراق عرب۔ ایران۔ افغانستان۔ پنجاب بنارس۔ نیپال۔ کشمیر کا سفر کیا تھا۔

(۱۱) نصرۃ الحق کے صفحہ ۹۴ پر ہے کہ ناکامی اور نامرادی جو مذہب کے پھیلانے میں کسی کو ہو سکتی ہے عیسیٰؑ کو سب سے اول نمبر پر رہی۔

(۱۲) حضرت عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری نے کبھی یہ اقرار نہ کیا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔

(۱۳) حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ و رسول اللہ کے ساتھ ایسا واقعہ کبھی نہ پیش آیا تھا۔

(۱۴) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ذات مبارک ان تمام مرضوں سے پاک و صاف تھی۔

(۱۵) حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام نے کبھی ایسا نہ فرمایا تھا۔

(۱۶) اور حضرت عیسےٰؑ توام نہیں تھا۔ (نزول المسیح صفحہ ۱۳۲)

(۱۷) حضرت عیسےٰؑ میں محض جمالی رنگ تھا۔ (نزول المسیح صفحہ ۱۳۲)

(۱۸) بقول مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ

(۹) مرزا صاحب کے ساتھ ایسے واقعات پیش نہ آئے تھے۔

(۱۰) مرزا صاحب قادیانی نے بٹالہ، گورداسپور، سیالکوٹ، جہلم۔ امرتسر، لاہور، ہوشیارپور، جالندھر، دہلی، علی گڑھ، لدھیانہ وغیرہ مقامات کا سفر کیا یا یوں کہو کہ صوبہ پنجاب اور یو۔پی (U.P.) کے باہر نہ نکلے۔ یہ مرزا صاحب کی سیاحت ہے۔

(۱۱) براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۸۴ پر ہے کہ لاکھوں انسانوں نے مجھے قبول کر لیا اور یہ ملک ہماری جماعت سے بھر گیا۔

(۱۲) اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ اور رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ پر ہے کہ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔

(۱۳) مرزا بشیر احمد مرزائی ایم اے نے کتاب سیرت المہدی حصہ اول کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو مرض ہسٹریا کا دورہ پڑا تھا۔

(۱۴) رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو دوران سر۔ درد سر۔ کمی خواب۔ تشنج دل۔ بدہضمی۔ اسہال۔ کثرت پیشاب اور مراق تھا۔

(۱۵) کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۶ کے حاشیے پر مرزا صاحب نے اپنی نسبت لکھا ہے۔ کہ حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔

(۱۶) نزول المسیح کے صفحہ ۱۳۲ پر لکھا ہے کہ میں آدم کی طرح توام ہوں۔

(۱۷) نزول المسیح کے صفحہ ۱۳۲ پر ہے کہ آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں۔

(۱۸) کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے کہ

اور حضرت موسےٰؑ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسےٰؑ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی (کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۴۷)

(۱۹) کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ حضرت مسیحؑ کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی ہے

(۲۰) پارہ اول قرآن مجید مع ترجمہ اردو و فوائد تفسیریہ کے صفحہ ۱۸۴ اور کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۲ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۱ ۳۴۲ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ صاحب شریعت نبی ہیں۔

(۲۱) فیضان پانے کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری نے براہ راست فیضان پایا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۷)

(۲۲) حضرت عیسےٰؑ کے منہ سے بھی یہی نکلا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۹)

(۲۳) دیلمی اور ابن النجار نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سفر کرتے تھے جب شام پڑ جاتی تو جنگل کا ساگ پات کھا لیتے اور چشموں کا پانی پیتے اور مٹی کا تکیہ بناتے (یعنی زمین پر ہی بلا بستر کے لیٹ رہتے) پھر فرماتے کہ نہ تو میرا گھر ہے کہ جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور نہ کوئی اولاد ہے کہ جن کے مرنے کا غم ہو۔ (فسل مصفےٰ حصہ اول صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۱۹۲ بحوالہ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۷۱)

(۲۴) بقول مرزا صاحب آنحضرت علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد ۱۴ ویں صدی میں پیدا ہوئے تھے (ازالۂ اوہام صفحہ ۲۷۰) اور حضرت عیسٰی علیہ السلام ہمارے نبی سے

میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے

(۱۹) مرزا صاحب کی عمر ۱۹۰۸ء میں ۶۹ برس شمسی حساب سے تھی (کتاب نور الدین صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۹)

(۲۰) حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ مرزا صاحب غیر تشریعی امتی نبی ہیں۔

(۲۱) اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب قادیانی) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے سب کچھ حاصل کیا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۷)

(۲۲) کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۹۹ و ۲۰۰ پر ہے کہ مرزا صاحب کا الہام ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

(۲۳) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی یہ حالت نہ تھی۔ کئی بیویاں تھیں۔ کئی بچے تھے۔ قریباً تین لاکھ روپے کے آپ کو آمدنی ہوئی تھی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

(۲۴) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیدائش ۱۲۶۰ھ ہجری میں ہوئی تھی۔ (رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۵۴) دعوئے مسیحیت ۱۳۰۸ھ میں کیا۔ اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی تھی۔

چھ برس پہلے گزرے ہیں (ازالہ حقیقت صفحہ ۱۵ کا حاشیہ) مطلب یہ نکلا کہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سولویں صدی میں پیدا ہوئے ہیں۔

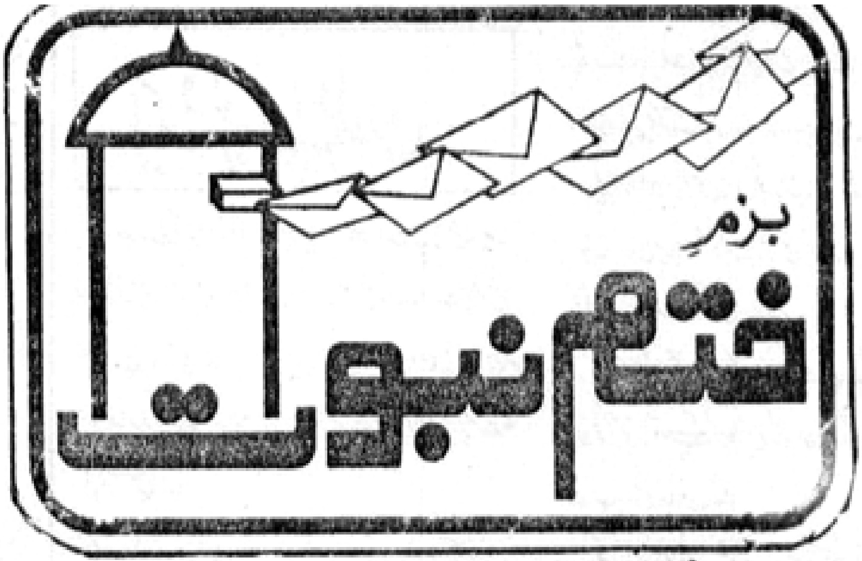

گستاخِ رسول
ملعون افتخار الحق

محمد اشفاق جھانڈری

بدقسمتی سے ہزارے کی اس زمین پر جس پر غازی عبدالقیوم جیسے انسان پیدا ہوئے تھے، جس نے ایک ہندو کو انگریز کی عدالت میں رسول کی گستاخی میں چاقو سے ہلاک کیا تھا اس زمین پر ایک گستاخِ رسول ڈاکٹر افتخار الحق ملعون بھی پیدا ہو گیا ہے وہ ظالم کہتا ہے

نعوذ باللہ، آج کے زمانے میں کوئی مسلمان نہیں سوائے میرے اور میرے باپ کے۔

۲۔ اس نبی کو (نعوذ باللہ) کیوں مانتے ہو، جس کے ماں باپ جہنم میں جل رہے ہیں،

۳۔ اور جس نبی نے (نعوذ باللہ) بخار کی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دی، وہ اپنا کچھ نہیں کر سکا، اس امت کا کیا کرے گا

آج اس ملعون کی وکالت کرنے والے ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں صرف چند ٹکوں کی خاطر اس کے حق میں وکالت کر رہے ہیں۔

حکومت کو چاہئے کہ ڈاکٹر افتخار الحق کو فوراً سرِعام سزائے موت دی جائے۔ قبل اس کے کہ کوئی عاشقِ رسول قانون کو ہاتھ میں لے لے۔

خدا کی قادیانیوں پر لعنت

از: شاہدہ جبیں کنڈ مانسہرہ

آپ کا شائع کردہ ہفت روزہ ختم نبوت میں پڑھا کرتی ہوں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ ختم نبوت کو ہمیشہ قائم رکھے کیونکہ قادیانیوں کو ختم کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے اور خدا کی قادیانیوں پر لعنت ہو۔

ناشکری

مرسلہ: ممتاز احمد نعیم (خانیوال)

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک آدمی نے کہا اے موسیٰ جب اپنے رب سے ملاقات کے لئے کوہ طور پر جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے میری طرف سے کہنا کہ میرے پاس مال بہت زیادہ ہو گیا ہے مال کی زیادتی نے مجھے پریشان کیا ہے میرا مال کم کر دیا جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے آگے گئے تو ایک اور آدمی ملا۔ اس نے کہا اے موسیٰ! جب اللہ کے پاس جاؤ تو میری طرف سے کہنا میں بہت تنگ ہوں مجھے مال دیا جائے۔

جب حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے تو سب ماجرا عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ اس مال والے سے کہنا میری ناشکری کرے مال خود بخود کم ہو جائے گا۔ اور اس غریب سے کہنا میرا شکر کرے میں دست دوں گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے اور مال والے صاحب سے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ناشکری کرنے کا فرماتے ہیں تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں میں کیسے ناشکری کروں میں تو اس کا اور زیادہ شکر ادا کروں گا۔

دوسرے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مال و دولت سے عطا کرے گا۔ تو وہ کہنے لگا موسیٰ میں کیسے شکریہ ادا کروں میرے پاس ہے کیا کہ میں خداوند تعالیٰ کا شکر کروں تو اللہ رب العزت نے اس کی ناشکری پر ایسی ہوا چلائی کہ اس کے جسم کا تمام گوشت جدا کر کے گئی اور صرف ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں چھوڑ دیا

اسمِ اعظم

اللہ جل شانہ کے اسمائے حسنات میں یاحی یاقیوم بہت سے حضرات کے نزدیک اسم اعظم ہے

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میں نے چاہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں میں آپ کے پاس آیا دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور بار بار یاحی یاقیوم یاحی یاقیوم کہہ رہے ہیں

مرزائیوں کی غنڈہ گردی

محمد یوسف انا جوہر آبادی کراچی

کئی جگہ یہ واقعہ پیش آیا جہاں مرزائیوں غنڈہ گردی سے باز نہیں آتے مرزائیوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی اور علما پر قاتلانہ حملہ کیا مسجد کی بے حرمتی، علماء کو اغوا کیا۔ آخر قادیانیوں کی غنڈہ گردی کب تک پاکستان کے غیور مسلمان برداشت کرتے رہیں گے اب پاکستان کے مسلمانوں نے سوچ لیا ہے کہ قادیانیوں کو پاکستان کی پاک سرزمین سے نکال کر دم لیں گے۔

دلی راحت ملتی ہے

محمد جمیل اختر رحمانی میاں چنوں

مجھے عرصہ ہوا کہ میں رسالہ ختم نبوت خوب دلی شوق سے پڑھتا ہوں جس کے پڑھنے سے مجھے بلکہ ہر مسلمان کو دلی راحت ملتی ہیں آپ یقین مانیں کہ پڑھنے کو بار بار دل چاہتا ہے میں ایک دکان پر کام کرتا ہوں اور رسالہ ختم نبوت اپنی نظروں کے سامنے رکھتا ہوں اور جب بھی مطالعہ کا شوق دل میں آتا ہے خوب مطالعہ کرتا ہوں۔

بہت پسند آیا

عابد حسین بسم اللہ جنرل اسٹور کروڑ

ہفت روزہ ختم نبوت پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت پسند آیا ماشاء اللہ

مضامین اور ترتیب بہت عمدہ ہوتی ہے بزم ختم نبوت جس میں اب بچوں، طلبا و طالبات اور قارئین کی رائے و مضامین شائع ہونے لگے ہیں بہت عمدہ ہے اللہ تعالیٰ رسالہ کو مزید ترقی دے

محکمہ زراعت سیالکوٹ کے ڈپٹی ڈائریکٹر چوہدری محمود احمد کے کرتوت

ڈاکٹر دین محمد فریدی مہکی

شمارہ نمبر ۲۷ جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۱۶ کالم نمبر ۴ میں صادق علی زاہد کا ایک مراسلہ سیالکوٹ میں قادیانیوں کی زیادتیوں، شائع ہوا ہے جس میں محکمہ زراعت کے ایک افسر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ کٹر قادیانی ہے مسلمان ملازمین کو تنگ کرتا ہے معطل کرتا ہے، اس کا دل پسند مشغلہ ہے یہ یہاں بہاولپور میں تبادلہ کر کے سیالکوٹ بھیجا گیا تھا یہاں بھی اس نے مختلف بہانوں سے کئی مسلمان ملازمین کو معطل کیا محکمہ زراعت کے قریب قادیانیوں کا ایک مرکز تھا اس نے موقع دیکھ کر دفتر کو قادیانی اکھاڑہ بنا دیا ہر قادیانی جب چاہتا دفتر زراعت کا فون استعمال کرتا، محکمہ زراعت کا دفتر سردیوں میں ۸ بجے گیارہ بجے اور سردیوں میں رات ایک بجے تک زیر استعمال رہتا وہاں مرزا محمود کے لاسپیکرز کے ذریعے خطاب سنائے جاتے تھے بعض اوقات مرزائی لڑکیاں بھی ہوتیں بندہ کے محکمہ میں منتقل ہونے کے بعد کارکنان ختم نبوت جو کہ پہلے سے ہی وقتی اس محاذ پر سرگرم عمل تھے بھرپور سرگرم ہو گئے۔ رابطے قائم ہونے لگے ختم نبوت کا لٹریچر عام مسلمانوں کے علاوہ تمام دفاتر میں منظم طریق پر دستی اور بذریعہ ڈاک بھیجنے کا انتظام کیا گیا ہم نے اس قادیانی ڈپٹی ڈائریکٹر کو بھی لٹریچر بذریعہ ڈاک بھیجا جب اس نے ڈاک کھولی تو ایک مسلمان ملازم پر اس کو شک ہوا کہ لٹریچر اس نے بھیجا حالانکہ وہ بالکل لاعلم تھا مگر اس نے اس ملازم کو معطل کر دیا جس کی اطلاع کسی ذریعہ سے کارکنان ختم نبوت کو پہنچ گئی ختم نبوت کے جیالے اپنے مسلمان بھائی کی ملازمت بچانے کیلئے میدان عمل میں اتر آئے اور ہر محکمہ کے مسلمان ملازمین کی دینی غیرت جاگ اٹھی اس کے کرتوتوں کی خبر مجلس تحفظ ختم نبوت کو ملنا شروع ہو گئی جانے لگی مارچ ۸۹ء کا فون کا بل ۲۳۵۰ روپیہ آیا، عدم ادائیگی کی وجہ سے فون ایک گھنٹہ کاٹ بھی دیا گیا۔ اس قادیانی نے بھاگ دوڑ کر کے ۴۳۵۰ روپیہ کا جمع کروایا اور قسط وار ادائیگی کا وعدہ کیا بل کی ادائیگی میں محکمہ کا ڈرائیور اور چپڑاسی ذمہ دار ٹھہرا کر معطل کر دیئے گئے جب یہ اطلاع ملی کہ کارکنان ختم نبوت کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں حکام ضلع سے مل کر اس کو تمام کچا چٹھا بیان کیا گیا دفتر میں رات کو چھاپہ پڑا تو کارکنان ختم نبوت کی بات سچی ہو کر سامنے آ گئی مگر یہ بزدل چھاپہ مارنے والوں کے قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگنے لگا جہاں فریدکوٹ گورنمنٹ کا مشہور باغ ہے اور کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں یہ وہاں جاتا۔ کچھ عرصہ کے لئے اور بھی ہوتے قادیانی لڑکیاں ہوتیں اور جو کو کیپنگ ہوتی وہ تو قادیانیت کی تاریخ ہے غلاماں ذیری فارم کے ڈائریکٹر کا لائف اسٹائل مبشر احمد قادیانی (جو آجکل جوہر آباد تبدیل ہو چکا ہے) بھی ہوتا فریدکوٹ کارکنوں سے ہر قسم کا فروٹ ربوہ پہنچ جاتا اسی طرح سے ایک دن میں فروٹ جاتا تھا ختم نبوت کے کارکنوں کو بروقت اطلاع ملی چھاپے کا بندوبست کیا گیا مگر کسی کالی بھیڑ نے اس کو آگاہ کر دیا یہ کسی طرح اس فروٹ کو وقت سے پہلے نکال کر لے گیا اور ختم نبوت کے کارکن اس کے خلاف پورے طرح سرگرم عمل ہو چکے تھے فروٹ لے جانے کے بعد یہ جگہ واپس نہیں

ایک دلچسپ اعلان

جدہ کے کثیر الاشاعت جریدہ "العکاظ" نے اپنے ایک ہفتہ وار ایڈیشن میں ایک ایسا دلچسپ اعلان شائع کیا ہے جو فکر انگیز بھی ہے اور آج کے دور ابتلا میں اہم بھی۔ اس اعلان کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کرام مطالعہ کے بعد اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں

ٹکٹ : فری ، سیٹ : یقینی

اہلیت و شرائط

نام	:	عبداللہ ابن آدم
معروفیت	:	انسان
قومیت	:	مسلمان
شناخت	:	مٹی
پتہ	:	روئے زمین

سفر کی تفصیلات

روانگی	از فنا گاہ دنیا
منزل	راہ آخرت
دوران سفر	چند ثانیے جس میں چند لمحوں کے لئے دو میٹر زمین
پرواز کا وقت	وقت اجل
ریزرویشن	یقینی

ضروری ہدایات

تمام مسافران کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنی نظر میں رکھیں جو ان سے پہلے آخرت کی طرف سفر کر گئے ہیں اس طرح ہر لمحہ ان کی نظر طیارہ سے کی کیپٹن حضرت ملک الموت کی طرف رہنی چاہیے مزید تفصیلات کے لئے ان ضروری ہدایات کو بغور پڑھ لیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول میں درج ہیں اگر اس سلسلہ میں کچھ سوالات درپیش ہوں تو جواب کے لئے علماء امت سے رجوع کریں دوران پرواز آکسیجن کی کمی کی صورت میں آکسیجن ماسک خود بخود آپ کے سامنے گر جائے گا ...... معاف کیجئے ...... ماسک نہیں گرے گا بلکہ سارے پردے نگاہوں کے سامنے سے خود بخود آپ کے گر جائیں گے اور یقیناً پھر آپ ہر قسم کی آکسیجن سے بے نیاز ہو جائیں گے

کتنا سامان سفر ساتھ لائیں

ہر مسافر اپنے ساتھ پانچ میٹر سفید لٹھا اور تھوڑی سی روئی لے جا سکتا ہے لیکن وہ سامان جو میزان میں پورا اترے گا وہ نیک عمل، صدقہ جاریہ، نیک اور صالح اولاد، اور وہ علم ہوگا جس سے بعد میں دوسرے لوگ نفع حاصل کر سکیں گے اس سے زیادہ سامان سفر لانے کی کوشش کی گئی تو اس کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے تمام مسافران کرام سے درخواست ہے کہ خود ان کے پاس طیارے کا بورڈنگ کارڈ موجود ہے یا نہیں ہے یا ان کے پاسپورٹ اور کاغذات سفر تیار ہیں یا نہیں سب کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرواز کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ پرواز سے متعلق مزید معلومات کے لئے فوری طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول سے رابطہ کیا جائے اس سلسلے میں روزانہ پانچ وقت مسجد کی حاضری مفید رہے گی آپ کی سہولت کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ آپ کی سیٹ ریزرو ہو چکی ہے اور اس سلسلے میں کسی ری کنفرمیشن کی حاجت نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ سفر کے لئے تیار ہوں گے ہم آپ کو اس مبارک سفر پہ خوش آمدید کہتے ہیں ہماری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں

خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مرسلہ : رشیا نرز عمر حمید الرحمٰن بن عبدالرزاق شیخ واصل آباد

آیا بلکہ لاہور رہا اور اپنے اثر و رسوخ سے پتا تبدیل کروا لیا اس کی جگہ نیا ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نہیں آیا بندہ نے بروقت اطلاع ملک منظور الٰہی کو دی یہ انتہائی متعصب قادیانی ہے اس کے خلاف بھرپور کارروائی کی ضرورت ہے جناب زاہد صادق علی زاہد کے لکھنے پر بندہ چند الفاظ لکھ رہا ہے یہاں بھی اس نے اسی طرح کئی مسلمان ملازمین کو معطل کیا پھر ان کی گرفتاری پر لطف اندوز ہوتا رہا مگر ہے بزدل۔ اس کے خلاف صرف ختم نبوت کے کارکن جرأت سے میدان میں آئیں

اے فرزند آدم

محمد اسرائیل گوڑنگی مانسہرہ

اے ابن آدم تیری زندگی کے پہلے دس سال بچپن اور کھیل کود میں گزر گئے۔ پھر بیس سال تک یعنی بقیہ دس سال جوانی آئی۔ مگر تو نے بے کار اور فضول کاموں میں گزار دیئے۔ تیس سال تک یعنی بقیہ دس سال تک تو نے شادی کے بندھن اور دنیا داری کے بھنور میں پھنس کر گزار دیئے۔ چالیس سال تک یعنی یہ دس سال وقت سے پہلے بڑھاپے کے آثار نمایاں ہوئے۔ پچاس کی عمر تک یعنی یہ دس سال ہوش و حواس غائب اور غم پال زندگی۔ ساٹھ سال کی عمر تک یعنی یہ دس سال کمر جھکی جھریوں کا ڈھانچہ اولاد کی سردمہری۔ ہاتھ میں لاٹھی لئے سکون کی کی تلاش۔ ۷۰ سال کی عمر تک یعنی زندگی کے آخری دس سال عمر رفتہ کی بے کاریاں۔ اپنوں اور عزیزوں کے ستم۔ بے انصافیوں کے آنسو موت کو نزدیک آتے ہوئے دیکھ کر خوف اور آخرت میں اپنی بداعمالیوں اور رنگینیوں کی سزا کا فکر حقیقت حال اور انسان کی زندگی کا مختصر کہ پانی کے بلبلے کی طرح فنا اس کا حشر ہے۔

جب تیری حقیقت یہ ہے تو اے ابن آدم اس فانی دنیا میں کچھ نیک کام کر ایمانداری کو اپنا۔ نماز کو پابندی سے ادا کر۔ خلوص سے پیش آ۔ غریب پروری کر۔ اگر کسی سے قرض لیا ہے تو فوراً اتار۔ قرآن کی تلاوت کر تاکہ آخری عمر میں ذلیل نہ ہو۔

اے ابن آدم۔ کسی پر ظلم نہ کر کسی کا مال نہ کھا۔ خدا کا خوف کر۔ اور خدا کا ڈر ہمیشہ دل اور ذہن میں رکھ اس بات کا خیال رکھ کہ اگر تو اس جہاں میں کسی پر ظلم اور زیادتی کرے گا۔ تو اگلے جہاں میں دوزخ کے عذاب سے نہ بچ سکے گا۔

اے ابن آدم۔ مرنے کے بعد جو اصلی زندگی ہے اس میں تیرا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔

اے ابن آدم! موت سر پر تیار کھڑی ہے۔ اور تو اتنا بے خوف ہے کہ تجھے اس کا کوئی خیال نہیں۔

اے ابن آدم! اللہ پاک نے اپنی سچی کتاب قرآن پاک میں بار بار ہمیں اس بات کی دعوت دی ہے کہ مسلمانو! موت کے لئے تیاری کرو۔ ایک جگہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ پاک سے ڈرتے رہو جیسا چاہیئے اس سے ڈرنا۔ اور تم نہ مرو مگر مسلمان ہو کر۔

اے ابن آدم! ذرا دیکھو ابو جان حضرت آدم علیہ السلام کے تم سے جدا ہوئے سال ہا سال گزر چکے۔ ابھی تک وہ اس زمین کے اندر مدفون ہیں۔

اے ابن آدم! ابھی سوچا ہم نے بھی مرنے کے بعد سالہا سال تک اس زمین کے اندر رہنا ہے۔

اے ابن آدم! وہاں قبر میں سوائے اللہ پاک کے ہماری مدد کرنے والا کون ہوگا۔

اے ابن آدم! جو عمر گزر چکی ہے وہ واپس نہیں آئے گی۔ اس کا کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کتنے دن زندہ رہیگا۔

اے ابن آدم! تیرے ہاتھ میں تو وہ ہی زندگی کا حصہ جو اس وقت گزر رہی ہے۔

اے ابن آدم! ذرا غور کر جو ہم سے جدا ہو گیا وہ کبھی واپس نہیں آیا۔

اے ابن آدم! جو بھی اس دنیا میں موجود ہے ایک دن اس نے جانا ہے۔

اے ابن آدم! ذرا فکر کر ایک دن اس زمین نے بھی تباہ و برباد ہو جانا ہے۔

اے ابن آدم! یہ دنیا کسی کی رشتہ دار نہیں۔ اس میں جو آیا جب تک اس میں رہا یہ اس کی رشتہ دار رہی جب وہ مر گیا اس نے کہا اب میرا رشتہ ختم ہو گیا۔

اے ابن آدم! موت کا فرشتہ تیار کھڑا ہے۔ کہ جب خدا کا حکم ہو تو اس آدمی کی روح قبض کروں۔

اے ابن آدم! جب موت کا فرشتہ تیار کھڑا ہے تو تو بھی تیاری کر تاکہ جس وقت فرشتہ آئے۔ تو اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب کی ملاقات کے لئے چلا جائے۔

اے ابن آدم! آج ہی سے عہد کر لے کہ میں بقیہ زندگی اسلام کے مطابق بسر کروں گا۔ کوئی غلط کام نہیں کرونگا۔ کوئی اسلام کی خدمت کرتا رہوں گا۔ اللہ پاک کی سچے دل سے عبادت کرونگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حالت میں اطاعت کرونگا۔ مخلوق خدا کی خدمت کرتا رہونگا اللہ پاک آپ کا اور میرا حامی و ناصر ہو۔

اللہ والوں کے آخری لمحات

میاں فاروق آزاد

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزع کا وقت قریب آیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا "ذرا مجھے اٹھا کے بٹھا دو" لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی دیر تک تسبیح و تحلیل میں مشغول رہے اس کے بعد رو کر اپنی ذات کو مخاطب کر کے کہنے لگے "اے معاویہ اب اس بڑھاپے اور شکستگی کے وقت میں تجھے ذکر الٰہی کی کیا سوجھی ہے اس کی یاد کا اصل اور بہترین وقت تو وہ تھا جب تیری شاخ جوانی تر و تازہ تھی" یہ کہہ کر آپ دھاڑیں مار کر رونے لگے پھر کہنے لگے اے اللہ مجھ بڈھے بدبخت اور سخت دل پر رحم فرما جتنی خطائیں و لغزشیں سرزد ہو چکی ہیں معاف کر دے میں بڑا عاجز انسان تیرا علم بہت وسیع ہے اپنے فضل و کرم کے ساتھ دربار میں حاضری کا موقع دے میں تیرے سوا کسی کے اوپر نہ تو اعتماد رکھتا ہوں اور نہ کسی سے کوئی لالچ اور توقع۔ پھر کہنے لگے "خدا کا خوف کرتے رہنا کیونکہ خوف الٰہی مصائب سے محفوظ رکھتا ہے جو اس سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اور دیکھو جب میرا دم نکل جائے تو مجھے اس کرتے کا کفن دینا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عنایت کیا تھا میں نے اسی دن کے لئے محفوظ رکھا ہے اور اسی طرح جو پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخنوں کے تراشے اور موئے مبارک بھی محفوظ ہیں انہیں میری آنکھوں اور منہ میں رکھ دینا شاید خدا اس کے طفیل مجھے بخش دے۔" سب وصیتیں فرمانے کے بعد پھر کچھ دیر تک کچھ نہیں بولے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت عامرؒ

کی جب وفات قریب آئی تو وہ سخت تکلیف میں تھے مرض الموت کے آخری لمحات تھے کہ آپ کے کانوں میں اذان کی آواز آئی آپ نے تیمارداروں سے فرمایا کہ "میرا ہاتھ پکڑو" وہ سمجھ گئے کہ مسجد جانا چاہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا آپ تو بیمار ہیں، فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے منادی کی آواز سنوں اور میں لبیک نہ کہوں "مجبوراً لوگ مسجد لے گئے نماز میں شریک ہوئے لو صرف ایک ہی رکعت ختم کی تھی کہ روح پرواز کر گئی۔

۲۔ حضرت ابودرداءؓ سے سکرات کے عالم میں لوگوں نے پوچھا۔ اس وقت آپ کے اوپر کیا گزر رہی ہے؟ کیا کوئی خاص تکلیف پیش آ رہی ہے انہوں نے جواب دیا کہاں اگست میں کی ظلیلغ

باقی صفحہ ۲۷ پر

بقیہ : بابری مسجد

اول احتجاجی طور پر اپنے تمام سفراء کو واپس بلالے جو ایک بین الاقوامی احتجاج کا طریقہ ہے شاید حکومت ہند اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے اور اگر مسئلہ اس سے بھی حل نہ ہو تو پھر تمام تجارتی معاہدوں کے ختم کرنے کی طرف قدم اٹھائے علاوہ ازیں اسلامی ممالک بالخصوص ممالک عرب میں بے شمار ہندو بطور تجارت و ملازمت رہائش پذیر ہیں انہیں اپنے ممالک سے اخراج کرے یہ ہی سب سے موثر اور بہترین ہتھیار ہے جو اسلامی ممالک کو استعمال کرنا ہوگا اس لئے کہ ہندوستان کی حکومت اور وہاں کے انتہا پسند ہندوؤں کے عزائم بڑے خطرناک ہیں اب مسئلہ صرف مسلمانوں کے مال کا نہیں عزت و آبرو جان بلکہ اسلامی شعائر کی توہین و گستاخی سے بھی تجاوز کر چکا ہے اگر خدا نخواستہ ہم نے اس میں خاموشی اختیار کر لی اور صورت حال کا سنجیدگی سے جائزہ نہ لیا تو خطرہ ہے کہ یہ قوتیں اپنے جارحانہ عزائم میں بہت آگے بڑھ جائیں گی پھر پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے خدارا اسلامی ممالک قدم اٹھائیں اور دینی غیرت کا ثبوت دیں۔

بقیہ : وار ثو

کے نیک جذبات کا قتل عام ثواب سمجھا جاتا ہو وہ آپ کے کن جذبات کی ترجمانی لکھ کر دے گا۔ بعض جگہ جیلیز پروگرام سے انہی مرتدوں کو انچارج بنایا گیا صوبہ سندھ میں جہاں

ملک دشمنوں نے بڑبونگ بچار کھی تھی انسانوں کے قتل عام کے مذبحہ خانے کھول رکھے ہیں وہاں کا سیکریٹری بھی انگی تدبیر کو بنایا گیا تھا۔ محب وطن دانش ور و ڈاکوؤں کو چوکیدار بنانا اپنی ذات و مال سے دشمنی کے مترادف ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر ایک طرف تو ہم محسن پاکستان اس کے معاونین صاحبان اور لاکھوں شہداء کی روحوں کو تڑپا رہے ہیں اک طرف اپنے آقا محبوب خدا نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات کو روضۂ اطہر میں تڑپا رہے ہیں جب نفاذِ اسلام کے لیے وطن عزیز کو آزادی ملی اس مقصد کے لیے اس کی تعمیر ہوئی وہ مقصد پھر بروئے کار کیوں نہیں لایا جاتا۔ سنو قدرتِ خداوندی کا یہ مقدس و اصولی قانون ہے کہ جو چیز جس مقصد کیلئے مانگی جائے اسکے مل جانے کے باوجود بندے وہ مقصد پورا نہ کریں تو معبود برحق کو اپنی دی ہوئی اس نعمت کی ناقدری گوارہ نہیں اگر ہماری اس طویل غفلت پر گرفت ہو گئی تو پھر کہاں آزادی کے سانس لوگے۔ آپس میں مشین گنیں چلانے والو! اگر یہی اسلحہ ہم متحد ہو کر اپنے دشمنوں پر چلائیں تو قوم کی کتنی عظیم خدمت تصور کی جائے گی۔ خداوند کریم نے جس ہستی کے صدقے ہمیں یہ نعمت مرحمت فرمائی اس کے صدقے ہمارے حکمرانوں کو ان کے معاونین کو اور تمام محب وطن افراد کو اس نعمت کی شکر گزاری کے طور پر نفاذِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ ملت اسلامیہ اور تمام ممالک اسلامیہ کی داخلی خارجی ہر طرح سے حفاظت فرما کے ہمیں کامل مسلمان بن کر اپنی پوری ملت و اپنے وطن عزیز کے سچے پاسبان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بقیہ : اسلام قبول کیوں کیا؟

بھی شامل ہوتا ہے انسان کی طبعی زندگی کے ساتھ ساتھ بدلتی جاتی ہے جبکہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسان کی فطرت سے کامل مطابقت رکھتا ہے۔

تبدیلی مذہب کا اصل سبب اور قوی محرک جو اسلام قبول کرنے کا موجب بنا وہ قرآن ہے میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ مسٹر مالک بن ابی کی کتاب بلند پایا :

(Lephenomene Coranian) سے

بھی مجھے بہت کچھ فائدہ ہوا اور یقین کلی حاصل ہوا کہ قرآن کلام الٰہی ہے قرآن کی بعض آیات ہیں جو ۱۳۰۰ سال قبل نازل ہوئی ہیں۔ وہی تعلیم دی گئی ہے جو اس زمانہ کی تازہ ترین تحقیقات کا حاصل ہیں۔ ان حقائق سے کامل طمانیت قلب حاصل ہوئی اور کلمہ کے دوسرے جزو محمد رسول اللہ کا میں نے دل سے اقرار کیا۔ یہ ہیں وہ حالات جن کی بنا پر میں ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء کو پیرس کی مسجد میں حاضر ہوا۔ اور وہاں اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ مسجد کے مفتی صاحب نے اندراج کے بعد میرے لیے علی سلیمان نام تجویز فرمایا۔ میں اپنے نئے دین میں بہت مطمئن ہوں و مسرور ہوں اور ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں۔ اشهدان لا الٰہ الا اللہ واشهدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ ●

بقیہ : مولانا عزیز گل

تقسیم ملک سے قبل مارچ ۱۹۴۵ء ۱۳۶۵ھ میں مولانا مرحوم اپنی نومسلم اہلیہ اور بچوں کو لے کر اپنے وطن پشاور چلے گئے۔ اور وہیں ایک کچا مکان بنا کر سکونت پذیر ہو گئے۔

مولانا مرحوم نہایت متواضع منکسر المزاج قناعت پسند اور سادہ زندگی کے مالک تھے نام و نمود اور شہرت طلبی سے طبعی طور پر نفرت تھی ہر قسم کے ہنگامہ سے الگ تھلگ رہ کر گوشۂ تنہائی میں ذکر الٰہی معروف رہنا زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔ ضعف پیری اور کثرت امراض کی وجہ سے ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے بینائی جواب دے چکی تھی اور شنوائی بھی بڑی حد تک متاثر ہوئی تھی مگر اس کے باوجود حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کا نام سنتے تو جسم میں توانائی کی لہر دوڑ جاتی اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے ان کا ذکر خیر شروع کر دیتے تھے۔

مولانا مرحوم کی وفات سے تحریک حریت کی تاریخ کا ایک باب ختم ہو گیا دعا ہے کہ خدائے رحمان و رحیم مولانا کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے حقیقت یہ ہے کہ مولانا مرحوم جیسے مجاہدانہ کردار کے لوگ اب تلاش کرنے سے بھی نہیں ملیں گے۔

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

اِحتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا لال حسین اختر کے چودہ رسائل کا مجموعہ، بہترین جلد، آرٹ پیپر کا رنگین کور، عمدہ کاغذ، لاجواب طباعت کمپیوٹر کتابت، صفحات ۲۸۰ ___ جسے عالمی مجلس کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے سال ختم نبوت ۱۹۸۹ء کے آخری تحفہ کے طور پر شائع کیا ہے جس میں "مولانا مرحوم" کی کتاب "ترکِ مرزائیت" جو عرصہ دراز سے نایاب تھی، جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ نے اپنی آخری تصنیف "خاتم النبیین" میں اس کے حوالہ جات نقل کیے تھے، وہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ مولانا لال حسین اخترؒ نے زندگی بھر جو کچھ "ردِ قادیانیت" پر تحریر کیا، ان سب کو اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کی کل اصل قیمت ساٹھ روپے ہے۔ مگر مجلس نے رعایتی قیمت صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ڈاک خرچ دس ۱۰ روپے کل ۳۵/۰۰ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب کو حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے۔ محدود اشاعت ہے۔ آج ہی خریدار بنیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

ترسیل زر کیلئے

ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ

ملتان، پاکستان، فون نمبر ۴۰۹۷۸

اُسوۂ حسنہؐ

فیاض الحق۔ اٹک شہر

حضور پاک اللہ کے آخری نبیؐ ہیں آپؐ پر دین مکمل ہو گیا آپؐ کے بعد کسی نے اگر نبوت کا دعویٰ تو وہ مرتد ہے دجال ہے کذاب ہے واجب القتل ہے آپؐ کی سیرت طیبہ جو ہمارے لئے نمونہ اور اسوۂ ہے اسکا تو یہ عالم ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں ترجمہ: بیشک اللہ پاک نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے اور آپؐ کو معصوم اور پاک صاف مبعوث فرمایا اس کے باوجود ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپؐ کے قدموں مبارک پر ورم آجاتا ہے اور زیادہ ورم کی وجہ سے پھٹ جاتے اور اگر کوئی پوچھتا تو فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں

بقیہ: بزم

سنا رہی ہے، پھر ان سے پوچھا گیا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائیے کہنے لگے کہ جس چیز کی مجھے ضرورت ہے وہ تم میں سے کوئی پوری نہیں کرسکتا۔ یعنی جنت، لوگوں نے عرض کیا کہ کسی طبیب کو بلا کر دکھادیں کہنے لگے طبیب کی ضرورت نہیں اس نے ہی تو اس نوبت کو پہنچایا اب عنقریب میں اپنے مالک حقیقی سے ملنے کے لیے روانہ ہونے والا ہوں ان کلمات کے بعد ہی ان کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے

۴۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں گرفتار تھے کہ کسی کی زبان سے یہ شعر سن لیا

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس شعر کا سننا تھا کہ ان کی حالت غیر ہو گئی وہ اسی شعر کو پڑھ پڑھ کر لوگوں سے پوچھتے رہے کہ کیا یہی شعر ابھی پڑھا گیا تھا اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے اور متواتر چار دن تک سوائے اوقات نماز کے ہوش نہیں آیا نماز پڑھتے ہی پھر بے ہوش ہو جاتے اسی حالت میں پانچویں دن ان کی وفات ہو گئی۔

شیخ بدر الدین غزنویؒ آخری رات میں حضرت خواجہ بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر تھے کہتے ہیں خواجہ کی بے ہوشی کی حالت میں ذرا دیر کے لئے آنکھ لگ گئی تو میں نے حضرت خواجہ کو یہ کہتے سنا

"بدر الدین جو آدمی اللہ کو دوست رکھتا اس پر کبھی موت طاری نہیں ہوتی" آنکھ کھل تو دیکھا حضرت خواجہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار چکے ہیں

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ ایک غزوہ میں آنحضرتؐ کا دیہاتی صحابی شہید ہو گیا حضورؐ اس کے جنازے پر تشریف لائے تو خوشی کے مارے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا لیکن فوراً ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا ان دونوں باتوں کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے بتایا خوشی تو اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمتوں سے نواز دیا اور منہ پھیر لینے کی وجہ یہ پیش آئی کہ اسی وقت اس کی جنتی بی بی حور اس کے سرہانے بیٹھی گئی ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-16o

قادیانیوں کی نئی شرارت

آجکل قادیانی مختلف طریقوں سے یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ مٹا کر گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قادیانی خود گستاخ رسولؐ ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ:

الف: موجودہ دور میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے اس لئے قادیان کا اسود عنسی مرزا غلام قادیانی (نعوذ باللہ) خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

ب: اور یہ کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی روحانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ روحانیت پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھی اور مرزا کی روحانیت چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور کامل ہے۔ حضورؐ کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور مرزا کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے (خطبہ الہامیہ)

ج: اور یہ کہ مرزا خدا کا آخری نور ہے۔ (کشتی نوح)

د: اور یہ کہ مرزا افضل الرسل ہے کیونکہ آسمان سے کئی تخت اترے مگر مرزا کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (تذکرہ)

ہ: اور یہ کہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کی تخلیق صرف مرزا کی خاطر ہوئی ہے۔ (تذکرہ)

و: اور یہ کہ مرزا کی وحی نبوت نے شریعت کی تجدید کی ہے اس لئے اب مرزا کی وحی اور تعلیم ہی پوری انسانیت کے لئے مدار نجات ہے۔ (حاشیہ اربعین)

ز: اور یہ کہ مرزا کے بغیر دینِ اسلام مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابلِ نفرت ہے اور مرزا کو نہ ماننے والے تمام مسلمان، کافر اور جہنمی ہیں۔

(اخبار الفضل۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ تذکرہ)

الغرض قادیانی عقیدہ کے مطابق "محمد رسول اللہ" کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے، اور یہ دوسرا ظہور محمد عربیؐ کے ظہور سے اعلیٰ و افضل اور اکمل ہے اس لئے مرزا خاتم النبیین اور آخری نبی بھی ہے۔ افضل الرسل بھی اور مدارِ نجات بھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں یہ قصیدہ نعتیہ پڑھا، اور مرزا قادیانی سے دادِ تحسین وصول کی۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

غلام احمد ہے عرشِ ربِّ اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوعِ انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیاں ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی، جو کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھتے ہیں تو محض اس لئے کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہٖ "محمد رسول اللہ" کا ظہور کامل ہے چنانچہ مرزا قادیانی کا منجھلا لڑکا مرزا البشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے

اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

انصاف کیجئے کہ کونسا باغیرت مسلمان ایسا ہوگا جو اس پاک سرزمین میں قادیان کے اسود عنسی، مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کی حیثیت سے برداشت کرے؟ اور قادیاں کے جعلی "محمد رسول اللہ" کے نام کا کلمہ لکھنے کی اجازت دے؟ پاکستان میں ایک معمولی کانسٹیبل کی جعلی وردی پہننے والے کو گرفتار کر لیا جاتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ "محمد رسول اللہ" کی جعلی وردی پہننے والوں کو کیوں کھلی چھٹی ہے؟ کیا اس ملک میں نبی کے نام کی کوئی عزت نہیں؟

قادیانیوں کی عبادت گاہیں دراصل کفر و ارتداد کے مرکز، الحاد و زندقہ اور بے دینی کے اڈے اور حافظ ابن تیمیہؒ کے بقول "بیت الشیاطین" ہیں، ان معنوی غلاظت خانوں پر کلمہ طیبہ اور آیاتِ قرآنی چپکانا ان مقدس کلمات کی توہین ہے۔ جس طرح گندگی کی جگہ سے مقدس کلمات کا مٹانا واجب ہے ٹھیک اسی طرح قادیانیوں کی عمارتوں سے کلمہ طیبہ اور دیگر مقدس کلمات کا مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان